بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

هٰذَا بَصَآئِرُ مِنۡ رَّبِّكُمۡ وَهُدًى وَّرَحۡمَةٌ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ۝ (جزء۱۳، رکوع۶)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیشک ان کے (خلفاء اللہؑ کے) حالات میں عبرت ہے عقل والوں کیلئے

الحمد للّٰہ منة

مطلع الولایت

مولفہ

حضرت بندگی میاں سید یوسفؒ ابن بندگیمیاں سید یعقوب حسنِ ولایتؒ

مترجم

(باہتمام)

دارالاشاعت کتب سلف الصالحین

المعروف بہ جمعیة مہدویہ۔ دائرہ زمستان پور مشیر آباد حیدر آباد، دکن

۱۳۷۴ ہجری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

حضرت بندگی میاں سید یوسفؓ ابن حضرت بندگی میراں سید یعقوب حسنِ ولایتؓ ۹۵۵ھ میں پیدا ہوئے جب آپؓ کی عمر شریف اٹھارہ سال ہوئی اور آپؓ کے برادر بندگی میاں سید خوندمیر بنی اسرائیلؓ (حضرت شاہ نصرتؓ حضرت شاہ ابراہیمؓ کے والد بزرگوار) کی عمر شریف کچھ کم وبیش سولہ سال کو پہنچی ایک روز یہ دونوں بحر ولایت کے گوہر اپنے والد بزرگوار کے حضور میں گئے آپؓ نے فرمایا کہ دونوں بھائی جاؤ اور کمر باندھ کر مستعد ہوکر آؤ۔ یہ دونوں مستعد ہوکر اپنے پدر عالی قدر کے حضور پُرنور میں پہنچے تو حضرتؓ نے فرمایا کہ میاں سید نجیؓ کی خدمت میں جاؤ ترک دنیا کر کے علاقہ کر کے ان کی صحبت میں رہو۔ ان دونوں بھائیوں نے عرض کیا۔ کیا خوندکار یہاں نہیں ہیں؟ حضرتؓ نے فرمایا جو کچھ یہاں ہے وہ تمہاری ملک ہے لیکن مردوہ ہے کہ باہر جا کر جمعیت اور فراخی حاصل کر کے گھر میں آئے بنابراں تم دونوں کو بھیجتا ہوں کہ اُن کے (سید نجی خاتم مرشدؓ کے) والد بزرگوارؓ نے میرے داداؓ کے نام پر خود کو تین جگہ دفن کروایا ہے لہذا تم جا کر بوجہ احسن خدمت بجالاؤ تا کہ ہماری خوشنودی ہو پس دونوں بھائی قصبہ نگر سے نکل کر بعد طے منازل حضرت سید نجی خاتم المرشدؓ کے پاس کھانبیل پہنچے اور حضرتؓ کی صحبت میں رہے۔ حضرتؓ نے حضرت بندگی میاں سید یوسفؓ کو حکم دیا کہ دائرہ کے فقیروں کے گھروں کی چھت کے لئے جنگل سے گھاس اور لکڑی لایا کریں اور بندگی میاں سید خوندمیرؓ کو حکم تھا کہ فقیروں کے گرے ہوئے حجروں کی دیواریں کیچڑ سے اٹھایا کریں۔ گلشن ولایت کے یہ دونو نونہالوں نے اٹھارہ سال تک فقر وفاقہ کی حالت یہ محنت ومشقت جو برداشت فرمائی اس کو لکھنے سے قلم قاصر ہے بندگی میاں سید یوسف بارہ بنی اسرائیلؓ کے سر مبارک پر ایک پگڑی تھی جو اٹھارہ سال کے عرصہ میں تار تار ہوگئی تھی۔ دوسری پگڑی اس عرصہ میں نہیں ملی اور بندگی میاں سید خوندمیر بنی اسرائیلؓ کے جسمِ مبارک پر ایک ڈغلہ تھا جس پر کئی پیوند لگے ہوئے تھے اتنی مدت میں دوسرا ڈغلہ میسر نہ ہوا لیکن یہ دونوں شیروں نے اللہ تعالیٰ کی محبت میں توکل اور تسلیم کے جنگل میں نہایت فراخ دلی سے بسر فرمائی اے عزیز مرشد کی کشش خصوصاً طالبان خدا کو ان کی ہمت کے موافق دیدار کی نعمت اور باطنی دولت عطا کرتی ہے الغرض اٹھارہ سال کے بعد حضرت سید نجیؓ نے دونوں سیدوں کے حق میں بہت سی بشارتیں فرما کر علیحدہ رہنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اور اپنی صاحبزادی سے بندگی میاں سید یوسفؓ کا عقد بھی فرمادیا۔ حضرتؓ کی رحلت کے قریب کسی نے کہا کہ اس وقت میاں سید یوسفؓ اور میاں سید خوندمیرؓ حاضر نہیں ہیں تو حضرت سید نجی خاتم المرشدؓ نے فرمایا کہ دونوں حاضر ہیں اس طرح کہ جس وقت بندہ وضو کرتا ہے تو یہ دونوں بھی وضو کرتے ہیں اور جب بندہ نماز پڑھتا ہے تو وہ دونوں بھی نماز پڑھتے ہیں اور یہاں بندہ جو کام کرتا ہے اسی وقت وہ دونوں بھی وہاں وہ کام کرتے ہیں ایک بھائی میرے سیدھے جانب ہے اور ایک بھائی بائیں جانب ہے یہہ دونوں میری باطنی اطاعت ایسی کرتے ہیں۔ عزیزو

اس اتحاد و یکتائی پر غور کرو والمرید اذا فنی فی الشیخ فھو شیخ ۔اور جب مرید شیخ میں فنا ہوتا ہے تو شیخ بن جاتا ہے۔ ۱۰۱۶ھ میں مصطفٰے خاں کے سوال کی بناء پر حضرت بندگی میاں سید یوسفؒ نے مطلع الولایت کے جملہ نقول اپنی زبان مبارک سے فرمایا اوران نقول کو حضرت مجتہد گروہؒ نے حضرتؒ سے سنکر اپنی قلم سے تحریر فرمایا ہےاور آپؒ کا وصال مبارک ۱۰۲۹ھ میں دولت آباد میں ہوااور آپؒ کی تُربت مبارک اسی مقام میں آپ کے والد بزرگوار حضرت بندگی میراں سید یعقوب حسنِ ولایتؓ کے حظیرہ میں ہے (ملاحظہ ہو تاریخ سلیمانی گلشن پنجم چمن چہارم)۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

تمام تعریف سزاوار ہے اللہ کیلئے جو بڑا مہربان اور بخشنے والا ہے جس نے ایک انسان نبیؐ کو رحمت اور بخشش کی ہدایت کیلئے پیدا کیا اور اس کی تائید کی اپنے فضل سے اور تعلیم دی اُس کو قرآن کی پھر محض اپنے کرم سے پیدا کیا ایک انسان کو چشم سر سے (خدا کے) دیدار کی رہبری کے لئے اور وہ مہدیؑ ہے اور تعلیم دی اُس کو قرآن کے بیان کی رحمت نازل کرے اللہ اُن دونوں پر ہزار ہزار بار انس و جان کے انفاس کے شمار کے موافق اور ان کی سب آل اور اصحابؓ پر۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ یہ ایک رسالہ ہے جس کا نام مطلع الولایت ہے صاحب الہدایت (امامؑ) کے ذکر میں مقام ظہور مقام تولد مکتب حسن معاشرت جمیل سیرت ہجرت مسافرت مکۂ معظّمہ اور وہاں سے لوٹنا اور دعوئے مہدیت کرنا اُس ذات ستودہ صفات سید محمد مہدیِ موعود خاتم ولایت مقیدۂ محمدؐیہ کا ملک گجرات میں اور تصدیق کرنا خلائق کا علماء مشائخین لشکریوں تاجروں اور ہر ایک قبیلہ کے لوگوں سے جس کو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پاوے اور حجت دینا آپؑ کا اپنے مدعا پر اور ایمان لانا لوگوں کا ہر شہر میں ہر ایک قبیلہ سے اور سوال کرنا علماء خراسان کا اور جواب پہنچنا اُن کو اور ایمان لانا ان لوگوں کا اور واقع ہونا رحلت اور مدفن اس ذات کا خراسان کے شہر میں اور آپؑ کے بعضے صحابہؓ کے حالات بھی اُن کے واقعات کے موافق بعض مقامات پر لکھے گئے ہیں۔ اور امامؑ کی رحلت کے بعد میراں سید محمودؓ (فرزند امامؑ) کا مسند خلافت پر بیٹھنا اور تمام صحابہؓ کا بالاتفاق آپؓ کی خدمت میں رہنا اور بندگی میاں سید خوندمیرؓ کا امامؑ کی اشارت پر بشارت کی بناء پر امامؑ کے دسویں روز کے عرس کے بعد لوٹنا اور قاتلوا وقتلوا کا ظہور ہونا اور بندگی میاںؓ کی تمام اجماع کا حضرت بندگی ملک الہداد خلیفہ گروہؓ کی خدمت میں رہنا اور اوصاف کمال و جمال مرشد ارشد بندگی میاں سید محمود نبسۂ مہدیِ موعودؑ کا ظاہر ہونا اس رسالہ میں پایہ ثبوت کو پہنچا ہے اور ۱۰۱۶ھ میں ان دینی واقعات کے لکھنے کا سبب یہ ہے کہ مصطفےٰ خاں نے اس گروہ مبارکہ کی جماعت سے جو قصبۂ گوکاک میں جمع تھی حضرت امامؑ کی مہدیت پر حجت طلب کی اس جماعت نے بندگی میاں سید اشرف اور بندگی میاں سید یوسفؒ کو (اس کام کیلئے) مخصوص کیا بنا براں میاں سید اشرف نے میاں سید یوسفؒ کے مقام پر تشریف لا کر فرمایا کہ اس کو کیا جواب دینا چاہیئے میاں سید یوسفؒ نے فرمایا کہ برہان نظام شاہ جہاں دیدہ اور طرار مرد تھا جس وقت اس نے ہم سے ملاقات کی حضرت امامؑ کے حالات ابتداء مولد و مبعث سے رحلت تک ہم سے دریافت کر کے سنا اور شیخ فیضی جو علامۂ زماں

اور تمام مذاہب اور ادیان کا ماہر تھا اُس نے بھی ہم سے ملاقات کر کے یہی التماس کی اب بھی اگر جماعت مناسب سمجھے تو ان ہی واقعات کو ظاہر کرے پس [1] میاں سید اشرفؒ نے بہت پسند فرما کر فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے تم کو ذہن رسا اور حافظہ عطا فرمایا ہے اور تم بندگی میاں سید محمود خاتم المرشدؒ سے سماعت رکھتے ہو بلکہ تم کو بعضے صحابہؓ اور اکثر تابعینؒ سے بھی سماع حاصل ہے اور ہمارا اس بات پر اتفاق ہے کہ تم جو نقل بیان کرتے ہو صحیح اور درست ہے۔ پس بیان کر یہ قصّے تا کہ یہ لوگ سوچیں۔ ضرور لکھنا چاہیئے۔ بے شک اُن کے (خلفاء اللہؓ کے) حالات میں عبرت ہے عقل والوں کے لئے۔ پس آنخضرتؒ نے اس فقیر کو (میاں سید قاسمؒ کو) حکم فرمایا اور اس ضعیف نے حسب الحکم لکھ کر حضور میں پیش کیا آنخضرتؒ نے فرمایا صحیح اور درست ہے۔

وہ واقعات یہ ہیں کہ

فصل وہ ہے کہ امام علیہ السلام کے آباء واجداد سادات جہاں افاضل زماں صاحب ارشاد سجادہ امام موسیٰ کاظمؒ کی اولاد سے ہیں اور حضرت امام علیہ السلام اور امامِ موسیٰ کاظمؒ کے درمیان بارہ پشت ہیں چنانچہ امام علیہ السلام کی کرسی سے ظاہر ہے۔ حضرت میراں سید محمد مہدیِ موعود خاتم ولایت مقیدۂ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم بن سید عبداللہ بن سید عثمان بن سید خضر بن سید موسیٰ بن سید قاسم بن سید نجم الدین بن سید عبداللہ بن سید یوسف بن سید یحییٰ بن سید جلال الدین بن سید اسمٰعیل بن سید نعمت اللہ

---

[1] نقل ہے کہ حضرت بندگی میراں سید محمود ثانیِ مہدیؒ چار پائی پر آرام فرما رہے تھے آپؒ کے بڑے صاحبزادے حضرت روشن منورؒ اور چھوٹے صاحبزادے میراں سید یعقوبؒ دونوں آپؒ کی چار پائی کے نیچے آپس میں کھیل رہے تھے اور آنخضرتؒ ملاحظہ فرما رہے تھے۔ حضرت روشن منورؒ میاں سید یعقوبؒ کے شکم پر انگلی سے مارتے تھے آنخضرتؒ نے فرمایا اے روشن منورؒ تم حضرت امامؑ کے مبشر اور منظور ہو لیکن میانجی بھائی (میاں سید یعقوبؒ) بھی مبشر مہدیؑ ہیں ان کے شکم پر انگلی مت مارو۔ انشاءاللہ تعالیٰ میانجی بھائی کے شکم سے بندہ کا مقام رکھنے والے فرزند ہوں گے۔ نقل ہے کہ حضرت بندگی میراں سید یعقوب حسن ولایتؒ نے معاملہ میں اسرائیل عرف یعقوب علیہ السلام کا مقام دیکھا اُس وقت آپؒ کے قلب مبارک میں خیال ہوا کہ یعقوبؑ بارہ فرزند رکھتے تھے اور میرے لئے آٹھ فرزند ہیں اس خیال کے ساتھ ہی کیا دیکھتے ہیں کہ ارادت ایزدی اور قدرت صمدی سے آپؒ کی چار صاحبزادیوں کے سروں پر پگڑیاں ہیں اور حکم ہوتا ہے کہ یہ چار لڑکیاں فرزندوں کے مقام میں ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ زہے مقامات عالیات معصومات زاکیات کہ انبیاءؑ کے درجہ کو پہنچی ہیں۔
حضرت بندگی میراں سید یعقوبؒ کی پہلی بی بی راجے رقیہ بنت بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے بطنِ مبارک سے دو فرزند ہوئے پہلے بندگی میراں سید اشرفؒ دوسرے بندگی میاں سید اسحاقؒ حاصل یہ کہ حضرت بندگی میاں سید اشرفؒ حضرت بندگی میراں سید یعقوبؒ کے خلف ارشد ہیں حضرتؒ نے اپنے فرزند اکبر بندگی میاں سید اشرفؒ کو حضرت بندگی میاں سید شہاب الدین شہاب الحقؓ سے تربیت کروایا ہے۔ (ملاحظہ ہو تاریخ سلیمانی گلشن پنجم چمن چہارم)

بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام علی اصغر عرف امام زین العابدین بن امام حسین بن حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ۔ اور امام علیہ السلام کی والدۂ ماجدہ بھی سیدہ صالحہ عابدہ اور شب خیز تھیں ایک پچھلی رات میں آپ نے معاملہ دیکھا کہ چاند آسمان سے نیچے آکر آپ کے گریبان میں گیا۔ پس آپ کے بھائی قیام الملک اہل طریقت اور اہل باطن تھے جب انہوں نے اپنی بہن کی تغیر حالی کی خبر سنی تو خود آکر دیکھا اور کہا کہ کوئی بیماری نہیں ہے حق کا جذبہ ہے۔ پس بی بی ہوش میں آئیں ملک مذکور نے پوچھا کہ کیا حال تھا جس کی وجہ سے آپ اس عالم سے بے خبر ہوگئی تھیں اس کے بعد بی بی نے اپنا سب ماجرا اپنے بھائی سے بیان کیا ملک نے کہا اس معاملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے بطن سے خاتمِ ولایت محمدیؐ پیدا ہوگا اور قدمبوسی ہوکر کہا کہ ہم کو اور ہماری سات کرسیوں کو تو نے سرفراز کیا ولیکن اس معاملہ کو ظاہر نہیں کرنا چاہیئے ایسا نہو کہ اپنے اور پرائے رشک کریں۔ نقل ہے کہ اُسی معاملہ کے قریبی ایام میں حضرتہ بی بی آغا ملک عرف بی بی آمنہؓ حضرت امام علیہ السلام کے حمل سے حاملہ ہوئیں چار ماہ کی مدت کے بعد کبھی کبھی اپنے شکم سے آواز سنتی تھیں کہ مہدی حق ہے پس ایک عرصہ کے بعد معلوم ہوا کہ اس عالم میں خاتم الاولیاءؑ کا ظہور ہوا۔ نقل ہے جس وقت کہ امام علیہ السلام کے بطن سے باہر آئے خون کی آلودگی سے پاک وصاف تھے اور اپنے دونوں ہاتھ شرمگہ پر رکھے ہوئے تھے جوں ہی لباس پہنائے شرمگاہ سے ہاتھ ہٹائے۔ نقل ہے کہ بات کرنے کے زمانہ میں پہلی بات امام علیہ السلام کی زبانِ مبارک سے یہ نکلی کہ مہدی آیا پھر دوسرے اوقات میں بھی یہی بات جاری ہوتی تھی۔ نقل ہے کہ شیخ دانیالؒ شہر جونپور میں علم ومشیخت میں یکتائے زمانہ تھے امامؑ کے بڑے بھائی سید احمدؒ شیخ کے مدرسہ سے تعلق رکھتے تھے ایک روز شیخ ؒ نے سید احمدؒ سے کہا کہ کیا تمہارے محلّہ میں کوئی لڑکا تولد ہوا ہے؟ تو سید احمدؒ نے کہا ہاں خدائے تعالیٰ نے ہم کو بھائی عطا کیا ہے۔ شیخ ؒ نے پوچھا کہ کیا نام رکھے ہو۔ کہا سید محمد پس شیخ ؒ نے حضرت امام علیہ السلام کو دیکھنے کے لئے بہت عظمت اور تعظیم کے ساتھ آکر دیکھا اس کا سبب وہ ہے کہ شیخ ؒ کو معاملہ میں معلوم ہوگیا تھا کہ اس رات میں کسی بڑے اولیاء کا تولد ہوا ہے پس جب حضرت امام علیہ السلام بات چیت کرنے لگے اور تین چار سال کی عمر کو پہنچے تو شیخ ؒ نے سید احمدؒ سے کہا کہ سید محمد کو کبھی کبھی اپنے ساتھ لاؤ۔ جب سید احمدؒ حضرت امام علیہ السلام کو اپنے ہمراہ لیجاتے تو شیخ ؒ امام علیہ السلام کی تعظیم بہت کرتے دور سے دیکھ کر تعظیماً کھڑے ہوجاتے اور تعظیم سے بٹھاتے ایک دن سید احمدؒ کو رشک ہوا کہ میں بڑا بھائی ہوں میری تعظیم ایسی نہیں کرتے اور اس بچہ کی تعظیم بہت کرتے ہیں جس روز حضرت امام علیہ السلام آتے خواجہ خضرؑ بھی امام علیہ السلام کو دیکھنے کے لئے آتے ایک روز شیخؒ نے سید احمدؒ سے پوچھا کہ یہ شخص جو آتا ہے کون ہے۔ کہا میں نہیں جانتا تمہارا کوئی دوست ہوگا جب امام علیہ السلام سے پوچھا تو فرمایا خواجہؑ ہیں۔ اس طریق سے شیخؒ نے امام علیہ السلام عظمت سید احمد پر ظاہر کی۔ الغرض جب امام علیہ السلام کی تسمیہ خوانی کا دن آیا تو ضیافت کر

کے شیخؒ کواور تمام لوگوں کوطلب کر کے حضرت امام علیہ السلام کوبسم اللہ پڑھوانے کے لئےمجلس میں بٹھائے خواجہ خضرؑبھی آئے امام علیہ السلام نے خواجہ کودیکھ کرتعظیم کی تمام لوگوں نے تعجب کیا کہ یہ بچہ یکا یک کس لئے کھڑا ہوگیا خواجہؑ کوامام علیہ السلام اور شیخ دانیالؒ کے سواکسی نےنہیں دیکھا تھا۔

فصل۔امام علیہ السلام کی تحصیل علوم اور امام علیہ السلام سے حضرت خواجہ خضرؑکی ملاقات اور امانت حوالے کرنے کے بیان میں۔

نقل ہے چونکہ حضرت امام علیہ السلام کوشیخ دانیالؒ کے مکتب میں بٹھائے سات سال کی عمر میں کلام اللہ حفظ فرمالیا۔شیخ نے علوم عربیہ کی طرف توجہ کی نقل ہے جب شیخ جس کسی کتاب کے ایک جزو کی تعلیم دیتے تو حضرت امام علیہ السلام پوری کتاب کی ماہیت اور مرادمع سوال وجواب واضح کر کےاس طرح فرماتے کہ شیخ کی بہت سی مشکلات حل ہوجاتیں اس طریق سے ہر علم کے چند نسخے منظورنظر امام علیہ السلام ہوئے یہاں تک کہ آپؑ کی عمر بارہ سال ہوئی۔شہر داناپور کے اطراف کے تمام علماء نے امام علیہ السلام کو بالاتفاق اسدالعلماء کہا۔نقل ہے اُس زمانہ میں کہ حضرت امام علیہ السلام شیخ دانیالؒ کے مکتب میں تشریف لیجاتے تھے خواجہ خضر علیہ السلام بھی خدائے تعالیٰ کے فرمان سے اکثر اوقات امام علیہ السلام کی ملاقات کے لئے آکر بیٹھتے اور شیخ دانیالؒ سے سوالات کرتے جبکہ شیخؒ خواجہ کےسوالات کے جواب سے عاجز ہوجاتے تو خواجہؑ امام علیہ السلام سے التجا کرتے پس وہ تمام مشکلات امام علیہ السلام کے ایک جواب میں حل ہوجاتے الغرض جب امام علیہ السلام کی عمر کامل بارہ سال ہوئی خواجہ خضرؑ نے حضرت شیخ دانیالؒ سے کہا کہ ایک مسجد جوجنگل میں ہے اس کا نام کھوکری مسجد ہے آپ اور حضرت امام علیہ السلام دونوں وہاں تک آئیں پیغمبرؑ نے حق کی امانت کا جوکھ بار خواجہ خضرؑ کے حوالہ کیا تھا خواجہ نے اس کھوکری مسجد میں امام علیہ السلام کے حوالہ کیا اس کی تفصیل طوالت کے خوف سے نہیں لکھی گئی۔اور خواجہ نے امام علیہ السلام سے کہا کہ میں امانت دار تھا امانت کی حفاظت کر کے آپ کو پہنچا دیا اور آپ صاحب خزانہ ہیں حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جوشخص خدا کی طلب میں تیرے پاس آئے اس کوذکر خفی کی تلقین کر پس خواجہؑ اور شیخ دانیالؒ دونوامام علیہ السلام سے تربیت ہوے۔

فصل۔سلطان حسین شرقی کے مطیع ہونے اور دلپت رائے سے جنگ کرنے اور اس کوقتل کرنے اور ملک گور کے فتح کرنے کے بیان میں۔نقل ہے سلطان حسین داناپور کا بادشاہ جوامیر عادل اور عالم عامل تھا اور حضرت امام علیہ السلام سے بہت محبت رکھتا تھا اس لئے کہ سلطان کے بزرگ امام علیہ السلام کے خاندان کے مرید تھے اور سلطان اس درگاہ کا ایسا معتقد تھا کہ ہر ایک مہم میں امام علیہ السلام کے بغیر نہ جاتا اور ہر ایک سواری میں خود کوامام علیہ السلام کے ساتھ رکھتا حاصل الامر ایک روز سلطان حسین شرقی امام علیہ السلام کی درگاہ میں نصیحت لینے کی غرض سے آیا امام علیہ السلام نے دینی نصیحت شروع فرمائی

اوراس اثناء میں فرمایا کہ اسلام کی اطاعت جائز ہے کفر کی اطاعت جائزنہیں اس نصیحت سے سلطان متاثر ہوااس لئے کہ وہ کافر بادشاہ کا مال گزارتھااس کے بعد سلطان نے عرض کیا کہ جو کچھ امام علیہ السلام نے فرمایا حق ہے لیکن ہمارے لئے ایک عذر ہے وہ یہ کہ کافر بادشاہ قوت اورشوکت کے غلبہ سے مسلمانوں کونیست ونابود کردیتا ہے اب اگر امام علیہ السلام میری مدد فرمائیں کہ خدائے تعالیٰ اپنے دین کی مدد فرمائے گا حاصل الامر جس وقت کہ رسول اللہ ﷺ کی روح سے امام علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ گوڑ کی سلطنت کی فتح تم کو دی گئی ہے اوراس وقت سلطان کو بھی معلوم ہوا کہ گوڑ کی فتح ہے چونکہ سلطان نے امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکراپنی معلوم شدہ بات کوعرض کیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ بندہ کواس سے پہلے معلوم ہوگیا ہے۔اس کے بعد سوار ہوکر گوڑ کی طرف روانہ ہوئے اور سلطان حسینؒ کے لشکر میں پانچ سوسوار جوان جان پر کھیلنے والے عورت بچے نہ رکھنے والے بیراگیوں کا لقب رکھنے والے تھے ہر ایک مقاتلہ میں جو امام علیہ السلام ہوتے سلطانؒ ان بیراگیوں کوامام علیہ السلام کے تابع کردیتا الغرض سلطانؒ کا لشکر جوں ہی گوڑ کی طرف پہنچا دلپت رائے نے بھی ستر ہزار مسلح پوش نامدار سوار کے ساتھ اپنے قلعہ سے تین میل بڑھ کر جنگ شروع کی اس طور پر کہ کہے ہیں

اگر مرد مردانگی اختیار کرے تو

کیا رستم کیا دستاں کیا اسفندیار (اسکے مقابلہ میں)

یکا یک سلطانؒ نے اپنی تیس ہزار فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ میں شکست کھائی مگر حضرت امام علیہ السلام پندرہ سوسوار بیراگیوں کے ساتھ میدانِ جنگ میں مستقیم تھے اور سلطانؒ کئی بار آدمی بھیج کر امام علیہ السلام کواطلاع کرواتا تھا کہ ہم نے شکست کھائی ہے امام علیہ السلام بھی تشریف لائیں۔امام علیہ السلام نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہماری فتح ہے تم بھی استوار رہواور خود گھات کے مقام میں ٹھہرے ہوئے تھے یہاں تک کہ دلپت رائے کی دولت کا علم ظاہر ہوا بسم اللہ کہکر گھوڑے دوڑائے جب مقابل ہوئے سنگلی ہاتی جو بڑااور دلیر تھا سونڈ میں زنجیر لیا ہوا سپاہیوں کوشکست دیتا ہوا آگے آیا حضرت امام علیہ السلام نے بسم اللہ کہکر تیر چلایا جو ہاتھی کے سر کے درمیان بالکل دھنس گیا ہاتھی منہہ پھر کر گرا ساتھ ہی اس کے پیچھے گھوڑے ایسے دوڑائے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُن کافروں کی شکست کا سبب ہوا کافروں میں کوئی شخص قلعہ تک منہ نہ پھیرا مگر دلپت رائے اپنی ذات سے پلٹا اور حضرت امام علیہ السلام کے مقابل ہوا۔چونکہ امام علیہ السلام نے اُس پر تلوار چلائی تو اُس کا جسم دوٹکرے ہوگیا اورامام علیہ السلام نے دیکھا کہ اُس کے دل پر بت کا نقش پیدا ہوگیا ہے اس کے دیکھنے سے حضرت امام علیہ السلام پر جذبہ کی حالت طاری ہوئی۔

فصل۔حضرت امام علیہ السلام کے جذبوں کے بیان میں۔جان کہ امام علیہ السلام کے جذبہ کے مقدمات کا سبب

یہی تھا جو فرمایا کہ جھوٹ نے دلپر ایسا گہرا اثر کیا ہے تو پس حق کا نقش کس طور پر ظہور فرمائے گا؟ اسی سبب سے اس عالم سے بیہوش مست اور عشق میں ڈوب گئے تھے اور الوہیت کی تجلی امام علیہ السلام کی ذات پر چمک رہی تھی اُس وقت فرمان خدا ہوا کہ اے سید محمد ہم نے تجھ کو اس کام کے لئے نہیں پیدا کیا ہے کہ تو گھوڑوں پر سوار ہو اور دنیا کے کروفر (ٹھاٹ) میں رہے بلکہ ہم نے تجھ کو خاص اپنی ذات کے لئے پیدا کیا ہے ''اصطنعتک لنفسی'' اور جس وقت کہ حضرت امام علیہ السلام کی بہوشی کی خبر سلطانؒ کو پہنچی خود جلدی سے وہاں پہنچا اور حضرت امام علیہ السلام کو زمین پر کروٹ پڑے ہوئے پایا بظاہر سلطانؒ نے امام علیہ السلام کو اٹھا کر پالکی میں خود تیکہ دیا اور درحقیقت پانچ اولوالعزم پیغمبروں نے حضرت امام علیہ السلام کو کھڑا کیا۔نقل ہے کہ سلطانؒ جو کچھ اپنی دولت کا جھنڈا رکھتا تھا حضرت امام علیہ السلام کے نام سے بلند کیا اور کہا کہ یہ فتح حضرت امام علیہ السلام کی ہے مستی اور بیہوشی کی حالت میں حضرتؑ کو گھر روانہ کیا الغرض اُن ایام میں حضرت امام علیہ السلام پر حال ایسا غالب تھا کہ اس عالم کی کوئی آگاہی نہ رہی مگر اذاں کی آواز سنتے ہی تھوڑا ہوش آتا اور نماز فریضہ کی ادائی کے بعد اسی طرح بیہوش ہو جاتے ساتھ سال تک یہی حال رہا کہ کھانے کا یک ذرّہ اور پانی کا ایک قطرہ نہیں چکھا ایسے حالات کے باوجود فرایض سے کچھ بھی فوت نہ ہوا اور ایک ذرہ شرع کے خلاف صادر نہوا۔نقل ہے حضرت امام علیہ السلام کی زوجہ بی بی الہداتیؒ نے ایک روز نماز کے وقت امام علیہ السلام جو ہوش میں تھے بہت عاجزی اور زاری سے عرض کیں کہ میرانجی (امامؑ) کئی سال ہو گئے کوئی غذا آپ کے قالب میں نہیں پہنچی کیا حال ہوگا تو فرمایا جو کچھ بندہ کی غذا ہے بندہ کو (منجانب اللہ) پہنچتی ہے۔نقل ہے کہ ایک مدت کے بعد ایک روز نماز کے وقت پھر بی بیؒ نے عرض کیں کہ میرانجی کیا حال ہے کہ جس کے سبب سے اس عالم سے اور اپنے سے بیہوش رہتے ہو اور برداشت نہیں کر سکتے حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا الوہیت کی تجلی ایسی پے درپے ہوتی ہے کہ اگر ان ابحار تجلی سے ایک قطرہ ولی کامل اور نبی مرسل کو دیا جائے تو تمام عمر کوئی آگاہی نہ رہے فرمانِ حق تعالیٰ ہوتا ہے اُس واسطہ سے کہ ہم نے تجھ کو خاتم ولایت محمدیؐ کیا ہے اس سبب سے فرض ادا کراتے ہیں یہ ہمارا احسان اور فضل ہے۔ نقل ہے کہ سات سال کی مدت کے بعد ایک رات میں عشاء کی نماز کے وقت امام علیہ السلام نے پانی (پینے کیلئے) طلب فرمایا بی بیؒ پانی لانے تک پھر بیہوش ہو گئے پس جبکہ صبح طلوع ہوئی ہشیار ہونے کا وقت پہنچا دیکھا کہ بی بیؒ پانی کا پیالہ لی ہوئی کھڑی ہیں فرمایا کہ اب پانی لائی ہو بی بیؒ نے کہا میرانجی عشاء کی نماز کے وقت سے لاکر کھڑی ہوئی ہوں اس کے بعد فرمایا کہ وضو کے لئے پانی لاؤ بی بیؒ جلدی سے پانی لائیں اس سے پہلے اس جذبہ میں ہر ایک وقت بی بیؒ وضو کرواتی تھیں یعنے یاد دلاتی تھیں کہ میرانجی ہاتھ دھو میرانجی پاؤں منہ دھو میرانجی ہاتھ (کہنیوں تک) دھو میرانجی پاؤں دھو اسی طرح جذبہ کے مذکورہ سات سال میں کیفیت رہی مگر اُس دن حضرت امام علیہ السلام نے اپنی دانش سے کامل وضو کیا اور دوگانہ شکرانہ ادا کر کے بی

بیؓ کے حق میں دعا کیا کہ اے بار خدایا جیسا کہ اس عورت نے مجھ کو خدمت سے آرام پہنچایا ہے تو اس کو اپنے دیدار سے محظوظ کر۔ نقل ہے کہ ان سات سال کے غلبۂ حال کے بعد آنحضرتؑ کا احوال صحو اور سکر کے درمیان رہا صحو (ہشیاری) تمام طاعت اور عبادات کی ادائی میں اور سُکر (بیہوشی) اپنی طرف اور عزیزوں کی جانب توجہ کرنے سے یہ حال پانچ سال تک ظاہر رہا۔ نقل ہے کہ بی بیؓ نے حساب کیا تو ان پانچ سال میں ازقسم آپ غلہ روغن گوشت جملہ ساڑے سترہ سیر امام علیہ السلام کے دہن مبارک میں پہنچے۔ نقل ہے کہ سلطان حسین شرقیؒ امام علیہ السلام کی درگاہ کے خادموں کے لئے سات قصبے بطریق وظیفہ لکھ کر لائے اور یہ کاغذ شہر کے قاضی کو دیکر امام علیہ السلام کے حضور میں پیش کروایا اور خود قاضی کے پیچھے کھڑا رہا جب قاضی کاغذ مذکور امام علیہ السلام کے حضور لایا آنحضرتؑ نے کاغذ کو پارہ پارہ کر کے پھیک دیا پس سلطانؒ نے بصد عاجزی اور انکساری قدمبوسی ہوکر یہ رباعی پڑھی۔

رباعی

جسنے تجھ کو پایا جان کو لیکر کیا کرے
عورت بچے گھر اور اسباب لیکر کیا کرے
تو اپنا دیوانہ بناتا ہے اور اس کو ہر دو جہاں بخشتا ہے
تیرا دیوانہ دونوں جہاں لیکر کیا کرے

فصل۔ حضرت امام علیہ السلام کی ہجرت کے بیان میں نقل ہے مذکور جذبوں کے بعد حق تعالیٰ کا فرمان ہوا کہ اے سید محمد ہمارے لئے ہجرت کر آنحضرتؑ نے اسی وقت ترک وطن کر کے ہجرت کی۔ نقل ہے ایک روز جودانا پور کے جنگل میں مقام تھا بی بیؓ نے معاملہ دیکھا اور اس میں غیب سے آواز سنی کہ ہم نے تیرے شوہر کو خاتم ولایت محمدیؐ کیا یہ تصدیق کر۔ بی بیؓ نے کئی بار (اس قسم کی آواز سنکر) ہضم فرمایا بی بیؓ نے جو کچھ دیکھا اور سنا تھا چند روز کے بعد امام علیہ السلام کے حضور میں عرض کیں حضرت امام علیہ السلام نے معاملہ کے تمام حال کو ثابت رکھا اور فرمایا کہ اکثر اوقات ہم کو بھی فرمان ہوتا ہے کہ ہم نے تجھ کو مہدیِ موعودؑ کیا ہے لیکن جب اُس کے ظہور کا وقت پہنچے گا خود ظاہر ہوگا اس کے بعد بی بیؓ نے قدمبوس ہوکر عرض کیں کہ میرانجی اگر چہ اس سے پہلے کوئی قصور ہوا ہے تو معاف فرمائیں **اور گواہ رہیں کہ میں مہدیؑ کی مہدیت کی تصدیق کرتی ہوں اور ہم خوندکار کی ذات پر مصطفےٰ صلوات اللہ علیہ کی طرح عظمت اور اعتقاد رکھتے ہیں**۔ نقل ہے چونکہ میراں سید محمودؓ نے حضرت امام علیہ السلام اور بی بیؓ کا پورا مکالمہ خیمہ کے باہر سنا جاذب ہوئے بیہوش ہوکر گرے امام علیہ السلام

اپنی گود میں لیکر خیمہ میں لائے اور بی بیؓ کا ہاتھ اُس شاہزادہ کے سینہ پر رکھ کر فرمایا دیکھو کہ استخواں گوشت خون اور پوست بھائی سید محمود کا سب کا سب لآ اِلٰـہ اِلّاالـلّٰہ ہو گیا ہے اس کے بعد اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر اس فرزند کے سینہ پر رکھا اور فرمایا کہ جو کچھ اس سینہ میں ڈالا گیا ہے اُس سینہ میں بھی ڈالا گیا ہے اسی طرح تین بار اشارہ فرمایا پس جب میراں سید محمودؓ ہشیار ہوئے تو جس طرح بی بیؓ نے اپنے حال کا واقعہ امام علیہ السلام سے عرض کیا تھا اسی طرح اپنا واقعۂ حال بیان کیا اس وقت بندگی میاں دلاورؓ خیمہ کے پیچھے تھے بی بیؓ اور میراں سید محمودؓ کا تمام معاملہ اول سے آخر تک سن چکے تھے چونکہ امام علیہ السلام ظہر کی نماز کے لئے باہر تشریف لائے میاں دلاورؓ نے بھی قدمبوس ہو کر وہی عرض کیا جو کچھ بی بیؓ اور اُس شاہزادہ نے عرض کیا تھا۔ نقل ہے کہ اسی سفر میں ایک شہر کے نزدیک جنگل میں امام علیہ السلام نے قیام فرمایا تھا وہاں میاں شیخ بھیکؓ اور ایک دوسرے صحابیؓ کسی کام کے لئے شہر میں گئے تھے دیکھا کہ بہت سے لوگ جمع ہیں اور بہت زاری بے چینی اور بے قراری کر رہے ہیں میاں شیخ بھیکؓ نے پوچھا کہ کس لئے ایسے خراب اور بے قرار ہوئے ہو انہوں نے کہا کہ ہماری قوم کا سردار مر گیا ہے شیخؓ نے فرمایا کہ مجھ کو بتلاؤ پس جوں ہی آپؓ نے دیکھا فرمایا کہ یہ شخص مرا نہیں ہے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اٹھ اسی وقت وہ زندہ ہو کر اٹھ گیا پس وہاں کی مخلوق ان کی طرف متوجہ ہو کر بڑی بڑی باتیں زبان پر لانے لگی میاں شیخ بھیکؓ اس ہجوم اور ملامت سے بھاگ کر امام علیہ السلام کے حضور آئے البتہ خاتم ولایت محمدیؐ کے فیضیاب کے لئے چاہیئے کہ عین عیسیٰؑ کے مقام میں قم باذنی (میرے حکم سے اٹھ) سے پرہیز کرے حاصل الامر جب لوگ ان کے پیچھے آئے تو حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ **ان لوگوں کو دور کرو کیوں فقیر کا پیچھا کر کے خالق کی نسبت مخلوق سے کرتے ہیں** (بندہ کو خدا کہتے ہیں) پس اُس تمام ہجوم کو دور کر کے شیخ بھیکؓ سے پوچھا کہ یہ کیا واقعہ تھا پس جو کچھ کہ واقع ہوا تھا عرض کیا امام علیہ السلام نے فرمایا البتہ تم نے خود کو رسوا کیا۔ نقل ہے بناء علیہ السلام بہت متفکر ہو کر صوم [1] طے کی نیت کر لی کہ وہ تین دن کا روزہ ہے رات دن کھڑے ہوئے مناجات میں عرض کیا کہ اے بار خدایا مری پیروی کرنے والوں کو کرامت کی بلا میں مبتلا مت کر تین دن تین رات کے بعد حق تعالیٰ کا فرمان پہنچا کہ تیرے واسطہ سے ہم نے تیری پیروی کرنے والوں کو کرامت کی بلا سے رہا کیا۔ نقل ہے پس وہاں سے امام علیہ السلام شہر چندیری پہنچے اس شہر میں بہت غلغلہ اٹھا کر ایسا کامل ولی حق اور باطل کو جدا کرنے والا خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی ایک نہیں ہوا اور نہ ہوگا اور ہر روز حضرت امام علیہ السلام کی دعوت سننے کے لئے بڑا مجمع ہوتا اُس مجمع سے بہت سے لوگ دعوت کے فیض اور پسخوردہ کی تاثیر کے سبب سے مست اور مجذوب ہو جاتا امام علیہ السلام کی

---

[1] طی کا معنی لغات عربیہ میں اپنے آپ کو بھوکا رکھنے کا ہے چنانچہ الارب میں لکھا ہے کہ طی گرسنہ داشتن خود را صوم طی اس سے ماخوذ ہے یعنی تین رات دن مسلسل روزہ رکھنا جس کو اصطلاح میں صوم وصال کہتے ہیں۔

زاری کے ٹپکنے والے قطروں سے ریش مبارک جھٹکنے کے وقت جو قطرہ جس کسی پر پڑتا وہ تین چار روز تک مست اور مدہوش رہتا اس سبب سے اُس شہر کے شیخ زادے جو اٹھارہ اشخاص صاحب سجادہ تھے حسد اور دشمنی کی اور شہر سے نکالدینے کے لئے لوگوں کو بھیجا حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم کو بھی حق تعالیٰ کا فرمان ہوا ہے کہ سید محمد آگے بڑھ امر حق کی بناء پر ہم آگے جائیں گے پس لوگ واپس ہو کر دوسری بار آئے اور یہی تکرار کیا پھر بہت سے لوگوں نے شرارت اور غلبہ کی راہ سے آکر کہا کہ اسی وقت چلے جاؤ ورنہ عورتوں کی چادروں پر ہاتھ پڑیگا جیسا کہ خدائے پاک و برتر نے خبر دی ہے کہ نزدیک ہوتے ہیں کہ حملہ کر پڑیں لوگوں پر جو اُن پر آیتیں پڑھتے ہیں۔اس کے بعد امام علیہ السلام نے حق تعالیٰ کے فرمان سے کھڑے ہو کر فرمایا دیکھو ہاتھ کن کی چادروں پر پڑے گا وہاں سے ایک میل کی مقدار آگے بڑھے جنگل میں شب بسر فرمائی شہر کی طرف آگ کی بہت روشنی اور لوگوں کا بہت شور پایا۔نقل ہے امام علیہ السلام کے صحابہؓ میں سے دو صحابیؓ جو پیچھے رہ گئے تھے دوسرے دن آکر خبر دی کہ خلایق کا کہنا یہ تھا کہ یہ اُس سید (امامؑ) کی تیر کا دھکا ہے حضرتؑ نے فرمایا کہ خدا کے بندوں سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچی ہے لیکن جو تم پر مصیبت پڑتی ہے سو اُس گناہ کی وجہہ سے جو تمہارے ہاتھوں نے کیا۔اس واقعہ کا ظاہری سبب یہ تھا کہ شراب خواری کی مجلس میں عہدہ دار کا لڑکا صاحب سجادہ شیخ زادے کے ہاتھ سے قتل ہوا بناء علیہ تمام شیخ زادوں کو تاراج کرنے کا حکم ہوا اور ان کے گھروں کو آگ لگائی گئی اور ان کی عورتوں اور بچوں کو رسوائی کے ساتھ لے گئے حاصل الامر امام علیہ السلام چند روز میں وہاں سے نکل کر شہر مانڈو پہنچے اُس شہر میں بہت شہرت ہوئی کہ ولی کامل اکمل و مکمل حقیقت اور شریعت کو بیان کرنے والا اس کے جیسا کوئی ایک نہیں ہوا اور یہ خبر سلطان غیاث الدین کو پہنچی سلطان نے ایک معتبر دانا شخص کو امام علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا اور بہ صدمنت و عاجزی عرض کروایا کہ آنحضرتؑ کے قدم دیکھنے کے لئے ہم خود بسر و چشم حاضر ہوتے لیکن ہمارا اختیار ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے اس لئے کہ میرے لڑکے نصیر الدین نے مجھے قید کیا ہے امید کہ آنحضرتؑ کرم کر کے اجازت دیں تا کہ آنحضرتؑ کے ایک دو خادم میرے سر پر قدم رکھیں (آئیں) ایک بار ان کی قدمبوسی سے بھی مشرف ہوں اس درخواست سے سلطان کی غرض وہ تھی کہ اس ذات ستودہ صفات (امامؑ) کے احوال کی تحقیق کر کے تصدیق کرے پس امامؑ نے سلطان کی عاجزی اور مقصد پر نظر فرما کر میاں سید سلام اللہؓ اور میاں ابو بکرؓ کو ملاقات کے لئے روانہ فرمایا جس وقت کہ دونوں صحابہؓ سلطان کے محل کے دروازہ کے پاس پہنچے (محل میں آنے کے لئے) اعلیٰ ریشمی فرش اُن کے پاؤں کے نیچے کروایا اور دوسرا تخت آراستہ کروا کر اپنے تخت کے برابر رکھا اور اپنے سامنے پردہ چھوڑنے کیلئے فرمایا اس سبب سے کہ بڑی تکلیف دینے والی زنجیر پاؤں میں رکھتا تھا ان دونوں صحابہؓ کی تعظیم نہیں کر سکتا تھا چونکہ سلطان صاحب عرفان اور اہل ایمان تھا امامؑ کے خادموں کی تعظیم کو ترک کرنا پسند نہیں کیا پس چونکہ وہ دونوں صحابہؓ تخت پر بیٹھے پردہ درمیان سے اٹھوا کر

سونے چاندی کی تھیلیاں نثار کرنے کے لئے فرمایا اوران کی بہت شکر گزاری کی اس کے بعد اُس ذات عالی صفات (امامؑ) کے تمام اخلاق ان سے تحقیق کر کے کہا ان اخلاق کا صاحب نہوگا مگر مہدیِ موعودؑ اور یقین کے ساتھ جانا گیا کہ یہی ذات مہدیِ موعودؑ ہے پس جس وقت اس کے دعویٰ کے ظہور کا وقت ہوگا اعلان کریگا اور آپ میری تصدیق پر گواہ رہو اور کہا کہ ولایت پناہ کی درگاہ میں عرض کرو کہ مجھ کو ایمان ملے اور مظلومیت کی حالت میں موت ہو اور رتبہ شہادت کا ہو۔اور ساٹھ قنطار[1] سونے کے اور ایک تسبیح مروارید کی قیمتی ایک کروڑ محمودی ان دونوں صحابہؓ کے ساتھ دیکر روانہ کیا۔نقل ہے کہ امیر زماں (امامؑ) نے سلطان کی عرض کو سنکر فرمایا کہ تینوں باتیں قبول تینوں باتیں قبول تینوں باتیں قبول اور اُن سونے چاندی کے قناطیر کو اُن لوگوں کو دینے کیلئے فرمایا جو اُس گنج کے پیچھے آئے تھے اور مروارید کی تسبیح دف بجانے والوں کو جو اس وقت حاضر تھے عطا کیا اس وقت میاں سید سلام اللہؓ نے کہا میرانجی وہ تسبیح لا قیمت تھی امامؑ نے فرمایا (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) کہدے ساری دنیا کی پونجی تھوڑی ہے تم اس تسبیح کو لا قیمت کیا کہتے ہو۔نقل ہے کہ اُس اثناء میں ایک شخص نے عرض کیا کہ یہ (قناطیر اور تسبیح امامؑ کے فقیروں کا حق تھا ان کو کس لئے نہیں دیئے تو فرمایا کہ یہ فقراء تمام چیزوں کو چھوڑ کر محض خدا کی طلب رکھتے ہیں خدا کے سوائے کوئی چیز نہیں چاہتے یہ حق ان ہی لوگوں کا تھا جو اُس چیز کے مشتاق ہو کر تعظیم اور تکریم کے ساتھ اس کے پیچھے آئے تھے نقل ہے کہ ایک قنطار اُس مرشد مختار کی اجازت کے بغیر ایک صاحب نے رکھا تھا وہ تمام قناطیر سونے کے تھے (جو تقسیم کر دیئے گئے) اور یہ قنطار چاندی کا تھا خلایق کا ہجوم چلے جانے کے بعد آنحضرت امیر روشن ضمیرؑ نے معلوم کیا کہ ایک چیز رہ گئی ہے فرمایا کہ تم نے کس لئے رکھا انھوں نے عذر کیا پس سویت کی چونکہ نماز (ظہر) کے وقت حضرت امامؑ باہر تشریف لائے فرمایا کہ لوگ کہاں گئے ہیں جو نماز کے لئے حاضر نہیں ہوتے میاں سید سلام اللہؓ نے عرض کیا کہ کچھ سویت ہوئی ہے اس سبب سے لوگ خریدی کے لئے قصبہ کو گئے ہیں فرمایا کہ تھوڑی چیز کے واسطہ سے لوگ بندۂ خدا کی نظر اور صحبت اور اُس کی جماعت کی نماز سے باہر ہے۔اگر وہ تمام قناطیر کی سویت ہوتی تو ان کا کیا حال ہوتا۔نقل ہے کہ اُسی جگہ سے (شہر مانڈو سے) میاں الہداد حمید وزیر شہر مذکور جو عامل عالم تھے ترک دنیا کر کے اُس امامؑ کی اقتدا کی پس یہاں سے کوچ کر کے) ملک گجرات شہر چاپانیر پہنچے اس شہر میں بھی اُس ذات ہادی کائنات محمدی صفات کی ولایت کے فضل کی بہت سی خبریں پھیل گئیں اُس شہر کی جامع مسجد میں حضرت امامؑ کی دعوت سننے کے لئے بہت لوگ جمع ہوئے اُن میں کے بعض نوحہ اور زاری سے فریاد کرتے بعضے مست و بیہوش ہو کر گر جاتے اور بعض پر یا دنیا مرّی علٰی اولیائی (اے دنیا تلخ ہو جا میرے اولیاء پر) کا راز منکشف ہو جاتا اور اُن میں کے بعض جبکہ تو اُس کی ملاقات کا ارادہ کرتا ہے جس کو تو دوست رکھتا ہے تو دنیا اور جو کچھ کہ دنیا میں

---

[1] قناطیر جمع قنطار۔ایک کھا بیل کی چاندی یا سونے سے بھری ہوئی (از لغات کشوری)۔

ہے اس کو ترک کر کے راز پر عمل کرتے اور اس کے مانند چونکہ اُس فیاض کے بیدریغ فیض کی خبر سلطان محمود بیگڑہ کو پہنچی تو اُس رہنما کو دیکھنے کی آرزو کیا اس کے مصاحبوں نے عرض کیا کہ ایک بار دو چار عقلمند اشخاص کو بھیج کر خبر لو اس کے بعد خود جاؤ۔ پس دو بڑے عالموں کو بھیجا اور دو منتخب وزیروں کو تحقیق کے لئے مقرر کیا ان میں کا ایک وزیر اسلم خاں ہے اور دوسرا فرہاد الملک ہے یہ دونوں نماز عصر اور مغرب کے درمیان پہنچے دیکھا کہ ہر ایک شخص آنحضرتؑ کی دعوت سننے کی رعایت میں مصروف ہے ان کی طرف کسی ایک نے بھی توجہ نہیں کی اور علماء نفس کے بندے عزت کے طالب تھے آزردہ ہوئے مغرب کے بعد ملاقات کر کے واپس ہوئے اور سلطان محمود سے کہا کہ میراں سید محمد ولی کامل و اکمل ہیں لیکن بادشاہ کی تعظیم نہیں کریں گے بلکہ اگر بادشاہ کا باپ بھی آئے تو اس کی بھی رعایت نہ ہوگی اور وہ دونو وزیر جو صاحب تمیز و معرفت تھے (اہل دنیا کی تعظیم نہ کرنے کی) روش پر معتقد ہوئے اور تربیت ہو کر رخصت ہوئے جبکہ اُن دونو علماء کے پاس پہنچے پوچھا کہ تم نے سلطان سے کیا عرض کیا۔ جواب دیا کہ ہم نے ایسا کہا پس اُن دونو عقلمندوں نے کہا کہ کس لئے حق سے باز رکھے اور رہزن بنے حق تعالیٰ کے حضور میں کیا جواب دوگے علماء نے کہا کہ ہم حضرت باری تعالیٰ کے لئے مضبوط جواب رکھتے ہیں۔ یہ کہ ہم نے رسول خداؐ کے کلمہ کی حفاظت کی اسکا سبب یہ ہے کہ سلطان محمود بہت درویش دوست ہے اگر حضرت مہدیؑ سے ملاقات کرے تو البتہ فقیر ہو جائے (تارک دنیا ہو جائے) پس سخت جنگی کفار دین کے دشمن ملک گجرات کو گھیرے ہوئے ہیں تھوڑی سی مداخلت پر اسی وقت اسلامی لباس اور مسلمانی کو ختم کر دیتے ہیں چونکہ علماء مذکور کے اس بے اعتبار عذر کی خبر حضرت امیرؑ کو پہنچی فرمایا کہ (ان علماء نے) برا کیا ترک دنیا کی توفیق خدائے تعالیٰ پر ہے عطا کرے یا نہ کرے ایک بار اگر (سلطان) آتا تو فائدہ کی چیز کو پہنچتا نقل ہے کہ اُس امامؑ کے صحابۂ کرامؓ بندگی میاں نظامؓ ایک مرد صالح دیندار عالیت کی زندگی بسر کرنے والے خدا کی طلب کیلئے شہر جالیس کی حکومت کا ارادہ ترک کر کے ہجرت کی اور جہاں کہیں کسی بزرگ شخص کی کیفیت سنتے مرید ہونے کی نیت سے جاتے لیکن ملاقات کے بعد دل پر سکون نہوتا کہ مرید ہو جائیں چونکہ شیخ الاسلام کے پاس پہنچے وہاں کچھ مائل ہو کر اپنی غرض شیخ پر ظاہر کیا شیخ نے کہا کہ میاں نظام تمہاری طلب کا پیالہ اتنا بڑا ہے کہ خاتم ولایتِ محمدیؐ کے بغیر لبریز نہ ہوگا لہذا تم اُس ذات عالی درجات کو طلب کرو پس میاں نظامؓ شہر چاپانیر آ کر سلیم خاں کی مسجد میں علم تحصیل کے لئے مقیم ہوئے اور سلیم خاں حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ کا بہت معتقد تھا جس دن کہ سلیم خاں نے حضرت امامؑ سے ملاقات کی اسی وقت خبر دی کہ میاں نظامؓ جیسا کہ تم چاہتے ہو ویسی ہی ذات فایض البرکات سید آل رسول مثل رسول خداؐ اس زمانہ میں آئی ہے میاں نظامؓ اسی وقت آنحضرتؑ کی طرف متوجہ ہوئے حضرت امامؑ کو (منجانب اللہ) معلوم ہوا کہ اے سید محمد ہمارا بندہ آتا ہے اُس کا ہاتھ پکڑ کر ہمارے پاس پہنچا پس امامؑ باہر آئے اور میاں نظامؓ سے کہہ سنکر تلقین کی اور میاں نظامؓ آخر تک امامؑ کی صحبت میں رہے

حاصل الامر پس وہاں سے برہان پور کے راستہ سے دولت آباد تشریف لائے اور اس شہر میں آنحضرتؑ کی زبان درفشاں سے بعضے اولیاء اللہ کے حق میں جو کچھ ظاہر ہوا ہے ہر ایک کے حالات میں سے کچھ لکھا جاتا تو مضمون طویل ہو جاتا پس شہر احمد نگر پہنچے اُس زمانہ میں قلعہ اور باغ کا نظام بنایا جا رہا تھا جب احمد نظام الملک کی سلطنت میں آنحضرتؑ کے تشریف لانے کی خبر بادشاہ کو پہنچی کہ کامل ولی فیض سے بھرا ہوا صاحبِ کرامات و تاثیرات آیا ہے تو چونکہ بادشاہ فرزند کا بہت محتاج اور آرزومند تھا اپنے دل میں ہی نیت لیکر آیا کہ ہم کو اس درگاہ سے ایک فرزند عنایت ہو امام علیہ السلام نے کچھ پند و نصیحت فرما کر پان کا پسخوردہ عنایت فرمایا بادشاہ اُس پسخوردہ کو کھایا اور اپنی بیوی کو بھی دیا خدائے تعالیٰ نے اس زمانے میں جلد ایک فرزند برہان نظام الملک اس پسخوردہ کی برکت سے عطا فرمایا۔ نقل ہے کہ شہر بیدر کے بادشاہ مسمی ملک برید نے ایسا خواب دیکھا کہ ایک بڑا شیر بڑے قد والا شہر کے ایک دروازہ سے داخل ہوا اور دوسرے دروازہ سے نکل گیا۔ اکثر علماء اور مشائخین اس خواب کی تعبیر سے عاجز رہے مگر شیخ ممن توکلیؒ ساکن موضع ارم جو اہل باطن تھے کہا کہ ایک سید اکمل کامل ولی علیؓ کے جیسا آئے گا اس تعبیر کے بعد قریب کے زمانہ میں امام علیہ السلام اس شہر میں آئے وہاں بھی اُس ذات عالی صفات کی ولایت کا کمال اور بے دریغ فیض کی تاثیرات کو ہر ایک خاص و عام علماء اور مشائخین سے دیکھ کر اور جان کر گمان کرتے تھے شاید کہ یہی ذات مہدیِ موعودؑ ہے اور اس سے پہلے آنحضرتؑ جہاں کہیں تشریف لیجاتے اور یا جو شخص کہ خاص علماء اور عارفین سے اس ذات فایض البرکات سے مشرف ہوتا یہی گمان رکھتا تھا۔ اور آنحضرتؑ کے ہر ایک صحابہ کو غیب سے یہی آواز آتی کہ ہم نے تیرے مرشد کو مہدیِ موعودؑ کیا ہے تو ایمان لا بلکہ تمام حالات اور معاملات میں یہی معلوم ہوتا اور صحابہؓ اس کو ہضم کرتے تھے پس جس وقت کہ عتاب سے غیب کی آواز آتی کہ تو حق کی نفی کرتا ہے اس کے بعد صاحب الزماںؑ کے حضور میں عرض کرتے امامؑ فرماتے تم کو اس سے کیا کام جاؤ اور اپنے کام میں (ذکر خدا میں) رہو۔ میاں شیخ ممنؒ جو صاحب کشف اور اہل معرفت تھے یقین کے ساتھ جان لئے کہ یہی ذات مہدیِ موعودؑ ہے اکثر اوقات میاں شیخ ممنؒ امام علیہ السلام کو وضو کروا کر پانی پیتے۔ نقل ہے کہ ایک روز شیخ ممنؒ نے التماس کیا کہ میرانجی یہ فقیر بالکل تنہا اور بے سامان ہے لیکن کامل آرزو رکھتا ہے کہ اس فقیر کے حجرہ کو اپنے قدموں کی خاک سے آنحضرتؑ روشن اور منور کریں اگرچہ ضیافت کی طاقت نہیں رکھتا ہوں چنانچہ یہ بات ظاہر ہے جس وقت کہ امام علیہ السلام دعوت قبول فرما کر شیخؒ کے یہاں تشریف لے گئے تو شیخؒ نے بصد عجز و نیاز و بہزار افتقار و انکسار پیش آ کر عرض کیا کہ اے امام جہاںؑ تنہائی کا مقام ہے اگر غسل فرمائیں تو یہ بندہ آنحضرتؑ کی خدمات کے شرف سے مخصوص ہو۔ شیخؒ کی کمال محبت و عظمت کی وجہہ سے یہ عرض گرامی قدر بھی مقبول ہوئی جب شیخ خدمت میں مشغول ہوئے تو آنحضرتؑ کی پشتِ مبارک پر مہر ولایت دیکھ کر قدمبوسی کی اور عرض کیا کہ اس گستاخی کے ظہور کا سبب وہ تھا کہ یہ بات مانی

ہوئی ہے جیسا کہ خاتم الانبیاءؑ کی پشت مبارک پر مہر نبوت تھی اسی طرح خاتم الاولیاءؑ کی پشت مبارک پر مہر ولایت ہوگی ہم نے چاہا کہ اپنی آنکھوں سے اُس کے دیدار سے مشرف ہوں اور کہا کہ مقام حشر کے مجمع میں اگر حق تعالیٰ پوچھے کہ ہماری درگاہ میں کیا تحفہ لایا ہے تو میں کہوں گا یہ دو آنکھ لایا ہوں جن سے خاتم الولی کی مہر ولایت دیکھا ہوں اور اپنے خادموں کو وصیت کی کہ جس وقت میراں سید محمد مہدیت کا دعویٰ ظاہر کرے تو تم اسی وقت تصدیق کرو اور آنخضرتؑ کی آستانِ شریف پر سر ٹیکد و الغرض شہر بیدر میں عالم علم الیقین امام المحققین سرمستِ حقیقت ملا ضیاءؓ اور عالم متشرع کامل علامۃ العصر قاضی علاء الدینؒ نے خدا کی طلب کے لئے دنیا و مافیہا کو ترک کر کے اس حقیقی رہنما کی صحبت اختیار کی چونکہ حضرت امیرؑ بیدر سے ایک دو منزل آگے بڑھے تو ملا ضیاءؓ کے خادموں نے آکر بہت عاجزی اور زاری ہزار عجز اور خواری سے عرض کیا کہ میرانجی ہم روزگار کی پریشان جماعت کی پرورشی کا سبب یہ مرد دیندار ہے امید کہ خوندکار ہماری غرب پر نظر کر کے اس مرد یکتا کو ہمارے حوالہ فرمائیں گے پس امام علیہ السلام نے ملا ضیاءؓ کو واپس جانے کی اجازت دی ملا ضیاءؓ نے بہت عاجزی سے عرض کیا کہ اس ضعیف کے دل میں جو کچھ ہے وہ سب آنخضرتؑ پر روشن ہے میری زندگی آنخضرتؑ کے دیدار کے بغیر ناممکنات سی ہے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم نے ان کی عاجزی کی بنا پر تم کو اجازت دی ہے تم بھی جاؤ یقین ہے کہ خدائے تعالیٰ تم کو ہم سے دور نہیں رکھے گا پس ملا مذکور آنخضرتؑ کے تسلی دینے پر واپس گئے اس کے بعد خادموں نے دیکھا کہ ملاؓ امام علیہ السلام کے دیدار کے مست اور مجذوب ہیں البتہ اپنے قبضہ میں نہیں رہیں گے گھر میں قید کر کے ان کے ہاتھ اور پاؤں میں بیڑی ڈالدی اور ملاؓ نے آنخضرتؑ کی جدائی کی وجہہ سے بہت روز تک کھانا ترک کر دیا تھا ایک روز عشق کے غلبہ سے بیہوش ہو کر اپنے دونو ہاتھ مقفل دروازہ پر ایسا مارے کہ قفل غیب سے کھل گیا اور ہاتھ اور پاؤں کی ہر ایک زنجیر بھی جدا ہو کر گر گئی پس ملا ضیاءؓ اسی وقت ذبان خدا پس دوڑو تم اللہ کی طرف ۔ پر عمل کر کے آنخضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے خدما بھی ان کے پیچھے پیچھے امیر الامراء حامی الفقراءؑ نے حکم کیا کہ ایک بار تمہاری عاجزی کہ وجہہ سے ان کو روانہ کیا تھا اب ملا ضیاء دوسرے بار خدا کے لئے اس طرف متوجہ ہوئے ہیں اور محض خدائے تعالیٰ نے ان کو تمہارے قبضہ سے رہا کر کے یہاں لایا ہے ہم بھی خدا کے لئے ان کی طرفداری کر کے اُن کو ہرگز تمہارے ہاتھ میں نہیں دیں گے القصہ چونکہ امام علیہ السلام کعبۃ اللہ کی طرف متوجہ ہوئے تھے گلبرگہ چھ میل کے فاصلہ پر رہ گیا تھا وہاں مخدوم سرفراز سید محمد گیسو درازؒ کی روح مبارک اس پیشوائے ولایتؑ کے حضور میں آکر بہت منت اور آرزو سے عرض کی کہ اگر آنخضرتؑ ہمارے سر پر اپنے قدموں کی خاک عنایت فرمائیں تو بندہ سرفراز ہو پس امام علیہ السلام مخدوم سرفرازؒ کی تربت کی طرف چلنے لگے اس اثنا میں کسی نے عرض کیا کہ میرانجی ہمارا راستہ (کعبۃ اللہ کو جانے کا) اس طرف ہے فرمایا کہ ہم جانتے ہیں لیکن سید محمدؒ کی آرزو کے سبب سے گلبرگہ کی طرف جارہے ہیں

پس فرمایا کہ شیخ بھیکؒ کیا تم کوئی چیز دیکھتے ہو؟ شیخؒ نے عرض کیا کہ میرانجی مخدوم سید محمد شربتی کرتا ہرے رنگ کی ٹوپی پہنے ہوئے حضرت امامؑ کی رکاب کے ساتھ آرہے ہیں حضرتؒ (حضرت گیسودرازؒ کے حرم کے دروازہ تک سواری کی حالت میں آئے پس گھوڑے سے اتر کر گنبد کے دروازہ تک نعلین پہنے ہوئے تشریف لے گئے اُس وقت مجاوروں نے شور مچایا کہ میرانجی مخدوم سید محمدؒ کا روضہ ہے یہ بھی اولیاء کبار ہیں اس وقت امامؑ نے عتاب آمیز نظر سے دیکھ کر فرمایا کہ ہم تیری بات سنیں یا تیرے پیر کی بات پس گنبد میں جاکر دروازہ بند کر لئے اور پیر سے جوتیاں نکالکر غلاف پر کھڑے ہوے فاتحہ پڑھی اس محل میں بندگی مخدومؒ کی جو کچھ عرض تھی مقصود کو پہنچی پس امامؑ نے باہر آکر فرمایا کہ ہم خدا کے دوستوں کی رعایت کو بخوبی جانتے ہیں لیکن ان کی (گیسودرازؒ کی) آرزو ایسی تھی کہ اگر ہمارے نعلین کی گردان کی تربت پر پڑے تو بندہ کے شطحیات [1] کی بخشش کا سبب اور درجات کی بلندی کا موجب ہوگا۔ فصل جہاز پرسوار ہونے اور دریا کے معاملات کی کیفیت میں جب سید عالم خاتم ولایت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ کے فرمان سے حج کا ارادہ کر کے بندر دابھول سے کشتی پر سوار ہوئے بعضے کہتے ہیں امام علیہ السلام نے اپنی پیروی کرنے والوں کو فرمایا کہ۔ اور زادراہ لیا کرو بیشک بہتر زادراہ تقویٰ ہے۔ اگر کوئی چیز توشہ کے قسم سے رکھتے ہو تو خرچ کردو (ساتھ مت رکھو) بلکہ اگر چھاگل میں (میٹھا) پانی بھی ہو تو پھیک دو۔ نقل ہے گہری دریا میں کشتی جاری ہونے کے بعد مچھلیاں نکلنے کا بہت بڑا طوفان ظاہر ہوا تمام اہل جہاز بے قرار اور پریشان ہو گئے اور اگر اُن مچھلیوں میں سے ایک مچھلی بھی چاہتی تو تمام کشتی کو معہ اہل کشتی کے ایک لقمہ کر لیتی لیکن معلوم کیا کہ تمام مچھلیاں بھی حیران اور دوڑ رہی ہیں پس دیکھا کہ تمام مچھلیوں کے پیچھے ایک بڑی اور ڈراؤنی مچھلی آکر جہاز کے روبرو کھڑی ہو کر اپنے سر کو بلند پہاڑ کی طرف دریا کے پانی سے نکالی اور وہ صاحب زماں محبوب رحماں خلاصۂ موجوداتؑ بھی خدا کے حکم سے جہاز کے کنارہ آیا پس وہ مچھلی حضرت امام علیہ السلام کو دیکھ کر اپنا سر نیچے جھکائی اور تین بار سر اٹھا کر نیچے کی اس کے بعد سر اٹھا کر دیر تک (امامؑ کو) دیکھتی رہی پس امامؑ نے دست شریف سے رخصت ہونے کا اشارہ کر کے اس مچھلی کو واپس کیا جب وہ مچھلی اپنے وطن کو گئی تو موجوں کے طوفان اور دریا کی مچھلیوں کو سکون ہوا۔ نقل ہے کہ بندگی میاں سید سلام اللہؒ نے عرض کیا کہ میرانجی کیا معاملہ تھا فرمایا یہ وہ مچھلی ہے جو بحر عمان کے پیچھے پیدا کی گئی ہے اور اس سے حق تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ ہم تجھ کو خاتم ولایت محمدی کو دکھائیں گے لہذا وہ اپنے وعدہ کے مقام پر آئی تھی فی الجملہ جب حرم محترم کو پہنچے بیت اللہ کے طواف کی جگہ اصحاب اکرامؓ دریائے وحدت آشام یعنے بندگی میاں شاہ نظامؓ کو امام علیہ السلام نے فرمایا کیا کوئی چیز دیکھتے ہو؟ عرض کیا کہ ہاں میرانجی کعبتہ اللہ اس ذات عالی صفات کے گرد اگرد طواف کرتے ہوئے کہتا ہے۔ پس پرستش کرو اس گھر کے رب کی۔ نقل ہے کہ ایک دن حج کے دنوں سے

---

[1] کلمات خلاف ظاہر شریعت کے زبان پر لانا (از لغات کشوری)۔

حرم محترم میں امام صاحب الزماںؑ نے منبر پر کھڑے ہوئے خاص و عام میں فرمایا کہ جس نے میری اتباع کی پس وہ مومن ہے۔اسی طرح تین بار تکرار کیا۔ بندگی میاں نظامؓ قاضی علاء الدینؓ بدری اور ایک اعرابی غیر معروف تینوں نے دست بیعت کی اور کہا کہ ہم تیری پیروی کرنے والے ہیں اور جب حضرت امامؑ اپنے مقام پر لوٹے تو وہاں کی خلایق آپس میں کہتی تھی کہ اس ہندی سید نے اس زمانے میں منبر پر آ کر بڑی بات کہی۔ نبیؐ کے سوا کسی نے اس مقام میں یہ بات نہیں کہی۔ پس بعض نے کہا کہ کس لئے اس سید سے سوال نہیں کئے بلکہ اب بھی پوچھنا چاہیئے پس بعض نے کہا کہ اگر اس وقت سوال نہیں کر سکتے تو اب بھی محال ہے ہرگز سوال نہیں کر سکتے۔نقل ہے کہ ان دنوں میں آنخضرتؑ کے فقراء پر فاقہ پڑ کر مضطرب کر دیا تھا ایک روز بندگی میاں سید سلام اللہؓ کی حالت اضطراب کو پہنچ چکی ہے تو فرمایا کیا کروگے۔ انہوں نے عرض کیا کہ اگر آنخضرتؑ کی اجازت ہو تو کوئی چیز دیکھی جاتی ہے۔ جو اضطرار کے بعد مباح ہے فرمایا اگر فاقوں پر قایم نہیں رہ سکتے تو کوئی چیز دیکھو لیکن گڑ گڑانا نہیں چاہیئے پس جب کہ میاں سید سلام اللہؓ باہر آئے تو دیکھا کہ شریف مکہ سوار ہوا ہے کہا کہ چند خدا کے طالب مضطر ہو گئے ہیں۔ اس نے اسی وقت فضیلی سے ابراہیمی سکّے نکالکر دیئے جو ایک سو پچیس تھے۔ میاں سید سلام اللہؓ نے وہ سکّے آنخضرتؑ کے پاس لاکر عرض کیا کہ میرانجی کوئی چیز خدائے تعالیٰ بھیجا ہے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ چیز خدائے تعالیٰ سے طلب کر کے اور چاہکر لئے ہو پس میاں سید سلام اللہؓ نے آش اور حریرہ کے طور پر بنا کر پہلے روز طالبان مولیٰ کو دیا اس لئے کہ ان کے حلق خشک ہو کر بند ہو گئے تھے کیونکہ بہت روز ہو گئے تھے ان کے حلق میں کوئی چیز نہیں گئی تھی اور حضرت امیرؑ کے لئے کوئی چیز تیار کر کے لاے کیونکہ آنخضرتؑ پر تمام طالبانِ مولیٰ سے بڑھ کر بہت فاقے پڑے تھے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کو اضطرار پہنچا ہے اور ہم کو نہیں پہنچا۔نقل ہے کہ (بہت سے فاقوں کے باوجود) طاعت وعبادت نشست و برخاست کلام و سکوت میں آنخضرتؑ کے کوئی فرق نہیں تھا ہمیشہ کی جیسی حالت تھی پھر میاں سید سلام اللہؓ نے بہت تکرار کر کے عرض کیا کہ میرانجی مدت دراز گذر چکی کوئی غذا آنخضرتؑ کو نہیں پہنچی فرمایا کہ ہم توکل کا دعویٰ رکھتے ہیں ہم کو (اس قسم کا کھانا) نہیں کھانا چاہیئے اور تمہارے لئے مباح ہے کیونکہ تم مضطر ہو گئے ہو القصہ امام علیہ السلام نے مصطفٰیؐ کی زیارت کا ارادہ کر کے چند اونٹوں کا کرایہ دیا اس اثناء میں حضرت رسالت پناہ ﷺ کی روح پرفتوح آ کر فرمائی کہ اے سید محمد تم ملک گجرات کی طرف جلد متوجہ ہو کیونکہ وہ تمہارے دعوئے مہدیت کے وعدہ کا مقام ہے اور اس کام کے ظاہر ہونے کا وقت بھی نزدیک آ گیا ہے پس جدّہ میں آ کر جہاز پر سوار ہوئے نقل ہے کہ چند روز کے بعد کشتی میں بھی امامؑ کے صحابہؓ پر فقر و فاقہ کی وجہہ بیحد اضطرار کی نوبت پہنچی تھی میاں سلام اللہؓ نے ان کا احوال آنخضرتؑ کے حضور میں عرض کر کے کہا کہ اس جہاز میں کچھ پانی اور آش بادشاہ کی جانب سے لوگوں کو دیتے ہیں اگر خوندکار کی اجازت ہو تو ہمارے لوگ بھی لیتے ہیں فرمایا جو شخص مضطر ہو گیا ہے اس کے

لئے مباح ہے پھر میاں سید سلام اللہؓ نے التماس کیا کہ میرانجی بہت عرصہ گذر چکا ہے کوئی غذا آنحضرتؑ کونہیں پہنچی اگر اجازت ہوتو آقا کے لئے بھی لاؤں۔فرمایا تم مضطر ہوئے ہو ہم مضطرنہیں ہوئے دوتین بار اسی طرح ٹالکر فرمایا کہ بندہ منجانب اللہ توکل کا دعویٰ رکھتا ہے مجھ کو اس قسم کی غذا نہیں کھانی چاہیئے ۔نقل ہے کہ ایک روز تیز ہوا ظاہر ہوئی کہ تمام اہل جہاز حیران اور مضطرب ہوگئے یقین کے ساتھ جان لیا کہ اس طوفان عظیم میں ضرور ہمارا جہاز ڈوب جائے گا۔امام علیہ السلام گوشہ میں تھے میاں سید سلام اللہؓ برداشت کی طاقت نہ رکھ کر آنحضرتؑ کے نزدیک آئے اور خبر کی کہ بڑا طوفان آتا ہے جہاز ڈوبنے کے قریب ہوگیا ہے۔حضرت امامؑ نے فرمایا بندہ کیا کرے۔پس میاں مذکور نے عرض کیا خوندکار فرمائیں کہ غیب کے خزانوں کی کنجیاں ہمارے ہاتھ میں نہیں ہیں پس فرمایا اگر خزانوں کی کنجیوں کا صاحب اپنے بندہ کے حوالہ کرے تو وہ بندہ صاحب کی اجازت کا انتظار کرے یا ازخود خزانہ کو خرچ کرے پس امام علیہ السلام نے کشتی کے کنارہ آکر ہر طرف نظر ڈالی اس طوفانی ہوا کی جیسی کچھ تیزی تھی اسی وقت تھم گئی اس کے بعد اپنے بستر پر آکر بیٹھ کر فرمایا کہ اگر تم بندہ کا ایسا فضل جانتے تھے تو پس کس طرح جانا کہ ایسی ذات موجود رہنے کے باوجود جہاز ڈوب جائے گا اور فرمایا کہ ہوا کو اللہ تعالیٰ کا حکم کا تھا کہ تین دن تین رات کے فاصلہ پر زمین کا کنارہ ہے ہمارے بندہ کو پونے چار گھنٹوں میں پہنچا اس لئے کہ بہت دن ہوگئے ہیں کہ ہمارے بندہ کچھ بھی نہیں کھایا ہے دریا کے پانی کے سوائے جو۔کھارا کڑوا ہے۔محض اس کے لئے (امام علیہ السلام کیلئے) دوبار ہم میٹھا پیاس بجھانے والا پانی لائے تھے حاصل الامر امام علیہ السلام بندر دیو میں آکر شہر احمد آباد گئے اُس شہر میں آپؑ نے دیڑھ سال اقامت فرمائی وہاں بہت سے لوگ مطیع اور معتقد ہوکر مستفیض اور مستفید ہوئے اس شہر کے خاص وعام لوگوں میں آنحضرتؑ کی ولایت کے کمالات کے آثار کی شہرت اور اس صاحب مرتبہ کے بخشش فیض کی خبر ایسی منتشر ہوئی کہ جملہ مشائخین اور علماء نے آپس میں یہ اقرار کیا کہ ایسا کامل ولی حضرت نبیؐ کے بعد کوئی ایک نہیں ہوا اور جو اخلاق کہ علماء سلف نے شخص انسانی کے ثبوت کے لئے کتب عقاید میں لکھا ہے وہ تمام کمال اور جمال اس ذات حمیدہ صفات میں معلوم اور موجود ہیں اور بعضے احادیث اور اصحاب تواریخ کے اتفاق سے ظہورِ مہدیؑ کے زمانہ کی قربت معلوم ہوتی ہے بناءً علیہ اغلب ہے کہ میراں سید محمد مہدیِ موعودؑ ہوں۔نقل ہے کہ میاں حاجی مالیؓ مشرک باغبان کے فرزند تھے کم سنی میں یتیم ہوگئے تھے اسی زمانہ میں ان کو حق تعالیٰ کے دیدار کی طلب کی کشش شروع ہوگئی تھی کہ اکثر اوقات اس جہان کے کاموں کی تدبیر سے الگ ہوکر حق میں مشغول ہوجاتے ان کے چچانے جوان کی پرورش کی باغبانی کا کام سکھانے کی بہت کچھ کوشش کی لیکن سودمند نہ ہوئی جب ان کا چچا باؤلی سے پانی کھینچتا تو فرماتا تو جھاڑوں میں پانی پہنچا تو یہ باغ میں جاکر مست ومشغول ہوجاتے چچا آکر ہاتھ پکڑ کر ہشیار کرتا اور کہتا کہ تمام پانی ضائع کردیا عجب بے خبر ہے اب ہوشیار ہو (یہ کہہ کر) جوں ہی وہ پلٹا یہ اسی طرح حق کی یاد سے خود کو

فراموش کرتے کوئی کام ان کے ہاتھ سے نہ ہوتا اُسی زمانہ میں انہوں نے کسی کی زبان سے بیت الحرام کے حج کی تعریف سنی تھی چونکہ ان کے ہوش کے کانوں میں خانۂ خدا کی آواز پہنچی تھی یقین کے ساتھ جان لئے تھے کہ اپنے پیدا کرنے والے کو بغیر اُس محل (خانۂ کعبہ) کے دیکھنا ممکنات سے ہے الغرض جب ان کا چچا ان کے ہوش اور ہشیاری سے بالکل نا اُمید ہوگیا تو ان کو اپنے پاس سے نکالدیا انہوں نے اس علیحدگی کو غنیمت جانا کہ (دنیا کے) قید سے رہا ہوئے پس اپنے پیدا کرنے والے کو دیکھنے کیلئے بیت اللہ کا ارادہ کیا جیسا کہ انہوں نے گمان کیا تھا کہ خدا کو خدا کے گھر میں پا سکتے ہیں پس ہمت کا قدم کعبہ کی راہ میں رکھ کر چند منزل گئے۔نقل ہے ایک روز راستہ میں ایک معتبر شخص بہمنی لباس میں ان کے آگے آکر کہا کہ کیا حال رکھتا ہے بہت حیران اور پریشان نظر آتا ہے تیرا مقصود کون ہے اور تیرا مطلب کیا ہے؟ میاں حاجی مالیؒ نے کہا کہ ہمارا مقصود اور ہمارا مطلوب ہمارا خالق ہے جب تک میں اس کو نہیں دیکھوں گا ہمارے دل پر سکون [1] نہ ہوگا پس اُس مرد یگانہ نے کہا بہتر ہے آ تا کہ ہم دکھائیں (یہ کہکر) ان کو پانی کے کنارہ لے گیا مہدیؑ کے ظہور کا زمانہ قریب تھا بناز علیہ فرمایا جیسا کہ میں وضو کرتا ہوں تو بھی کر جیسا کہ میں سجدہ کرتا ہوں تو بھی کر پس تمام تعلیم وضو اور دوگانہ نماز کی اس تقریر سے کی اور فرمایا کہ لَآ اِلٰـہ اِلَّا اللّٰہ انہوں نے کہا کیسے ہوگا کہ ہمارے آبا و اجداد نے تو ہرگز یہ بات نہیں کہی پس اُس پیر پُر تدبیر نے فرمایا اگر تو اپنے پرورگار کا دیدار چاہتا ہے تو کہہ ورنہ جا اور اپنا رستہ لے اس لئے کہ دیدار الٰہی کے خزانہ کے قفل کی کنجی نہیں ہے مگر یہ منتر (لَآ اِلٰـہ اِلَّا اللّٰہ) ہے پس میاں حاجی مالیؒ جو مقبول ازل اور طالب صادق تھے اسی وقت کہا لَآ اِلٰـہ اِلَّا اللّٰـہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ اُس رند حریف نے کہا اسی طرح قایم رہ تا کہ تو انجام کو دیکھے گا وہ عاشقِ تحقیق تھے اُس مرد حریف کے دامن پر ہاتھ ڈالکر کہا کیوں نہیں ہم کو ہماری ذات سے دور کیا یہ کہکر میں تجھ کو پروردگار دکھاتا ہوں اور اب کہتا ہے کہ تو سر انجام دیکھے گا جب تک کہ تو خدا کو نہ دکھائے ہم تجھ کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے ورنہ کچھ ہمارے دل میں ہے تیرے ساتھ کریں گے اب چاہیئے کہ تو اسی وقت جلدی سے ہمارے مقصود کو حاصل کرے پس وہ مرد ظریف رند حریف خواجہ خضرؑ تھے فرمایا اگر چہ تو طالب صادق ہے احمد آباد جا میراں سید محمد مہدیؑ نے تاج خاں کی مسجد میں چند روز سے اقامت فرمائی ہے اُس ذات عالی صفات سے جو مخصوص اس کام پر (خدا کو دکھانے پر) بامر اللہ مامور ہوئی ہے اگر تو خدا کا دیدار چاہتا ہے تو پس وہی (مہدیؑ) تجھ کو دکھائے گا ورنہ ہرگز نہیں دیکھے گا اس کے بعد وہ عاشق عارف طالبِ صادق شہر احمد آباد آیا دو ہار پھولوں کے اور دو گوشوارۂ گل ہدیہ کے لئے خرید کر حضرت امام علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا اس اثنا میں مخلوق کو پیدا کرنے والے اور دیدار کی ہدایت دینے والے کا فرمان (امامؑ

---

[1] قال النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم لا راحة المؤمنین دون لقاء اللّٰہ ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومنوں کو اللہ کے دیدار کے بغیر راحت نہیں۔

کو) پہنچا کہ ہمارا بندہ ہمارے دیدار کا طالب آیا ہے تو بھی اس کا استقبال کر جس وقت کہ امام علیہ السلام حضرت رحمٰن کے فرمان پر باہر آئے جب اُس عاشق صادق کی آنکھ اُس مظہر حق پر پڑی اسی وقت تجلی جلال سے بیہوش ہو کر گرا اس کے بعد حضرت امام علیہ السلام اُس عاشق کے نزدیک آ کر ایک ہار پھول کا اور پھول کا تاج خود باندھے اور دوسرا ہار اور پھول کا تاج اس عاشق کو باندھے پس دہن منیر شریف اُس عاشق لطیف کے نزدیک لا کر ذکر خفی کے دَم کی تلقین کر کے فرمایا کہ انکا حج اس جگہ ادا ہوا اور کل سے ان کو میاں حاجی کہو القصہ حضرت امیر صاحب ضمیرؒ نے اس مقام سے نکل کر خاں سرور کے حوض کے کنارہ نزول فرمایا اُس زمانہ میں شاہ رکن الدینؒ جو مجذوب مطلق اور عاشق حق اور صاحب مکاشفات مغائبات اور عالم علم لوح محفوظ تھے اپنے ایک خادم کے ہاتھ سے ساٹھ نان اور ایک سو بیس موز روانہ فرمائے حضرت امام علیہ السلام ہر ایک شخص کو ایک نان اور دو موز دلوائے اسی قدر سویت بے کم وبیش ہوئی اس موقع میں کسی نے کہا گویا کہ شاہ رکن الدینؒ نے لوگوں کو دیکھ کر روانہ فرمایا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا ہاں ان کی روح چھ میل تک بندہ کی استقبال کے لئے آئی تھی اور شاہؒ اپنے مقام میں برہنہ اور بے تکلف بیٹھے رہتے تھے فی الجملہ جس وقت کہ حضرت امام علیہ السلام جمعہ کی نماز کے لئے شہر نہر والہ کی جامع مسجد کی طرف روانہ ہوئے جبکہ شاہ رکنؒ کا آستانہ نزدیک ہوا یکایک شاہ مذکورؒ نے اپنے خادم سے کہا کہ ہمارا جامہ لاؤ یہ لو شریعت کا بادشاہ آتا ہے ۔ جب شاہؒ نے حضرت امام علیہ السلام کو دیکھا اسی وقت تین بار کلہ زمین پر رکھ کر عرض کیا اے ہمارے بابا اچھا ہوا کہ تو آ گیا اس لئے کہ تمام خوردگان یعنی عاشقانِ حق بیقرار تھے اور میں بیچارہ تیری درگاہ سے بھاگا ہوا رہتا ہوں یعنے امر شرعی کی اتباع سے معذور ہوں اسی طرح بہت عاجزی اور انکساری سے عرض کیا حاصل الامر اُس مقام میں تمام خاص وعام نے اقرار کیا کہ ایسا بصیرت پر اللہ کی طرف بلانے والا سنت کو زندہ کرنے والا بدعت کو مٹنے والا میراں سید محمد کے مانند کوئی اولیاء سردار انبیاءؑ کے زمانہ کے بعد ایک بھی نہیں آیا پس اگر آنا مہدیِ موعودؑ کا چاہیئے تو یہی ذات ہے۔ نقل ہے کہ اُسی مقام میں ملک برخوردار کہ جنکا لقب ملک بخن تھا ان کے حق میں آنحضرتؑ نے فرمایا کہ یہاں کھایا اور وہاں لے گیا آنحضرتؑ کی ملاقات کے لئے آئے ملاقات کے بعد تربیت وتلقین ہو کر واپس ہوئے اور سید الشہداء میاں سید خوندمیرؓ خبر دی کہ ایسا مرشد کہ تم اسکے طالب ہو یعنے وہ صفات کہ جن کو تم ہر جگہ تلاش کرتے تھے ایسی ذات فایض البرکات جامع الصفات تجلی ذات آئی ہے پس وہ عاشق عارف طالب صادق بے نہایت تعریف ہے مستثنیٰ خاص ولایت کا بار اٹھانے والا نماز جمعہ کے بعد آنحضرتؑ کی ملازمت کی طرف متوجہ ہوا جس وقت کہ اُس طالب صادق کی نظر اُس ذات عالی صفات افضل الدرجات پر پڑی اسی وقت تجلی جلال سے مست وبیہوش ہو کر گرا اس کے بعد اُس ہادی کائنات نے اُس طالب ذات کے پاس چند قدم تشریف لیجا کر اس کے سر کو اپنی گود میں لیا اور اپنے خورشید نظیر منہ کو اُس ماہ منیر کے قریب لے جا کر اپنے

مبارک دَم سے ذکرخفی کی تلقین فرمائی آیت اللّٰہ نور السمٰوت و الارض آخرتک پڑھی اور فرمایا کہ تیل بتی چراغدان اور تمام قابلیت چراغ کی میاں سید خوندمیرؓ میں موجود تھی ایک سُلگانا باقی تھا وہ بھی ولایت کے چراغ سے سلگ گئے نقل ہے کہ میاں سید خوندمیرؓ کو اسی طرح مست الست وہاں سے اٹھائے اور نماز عصر کے وقت حضرت امام علیہ السلام کی جماعت میں حاضر کئے قرآن کا بیان سننے اور نماز مغرب کے بعد بندگی میاںؓ کو اسی حال سے گھر لے گئے اسی طرح دوسرے جمعہ تک مجذوب حق اور مصروف ذاتِ مطلق تھے جس وقت کہ ہوش میں آئے اُس قبلہ گاہ کی طرف متوجہ ہوکر امام علیہ السلام کے ساتھ عصر اور مغرب کی نماز ادا کی بعد ازاں امیر جہاں عالم اسرار نہاں علیہ افضل الصلوات والسلام نے اپنے اس یار دل آرای کو خلوت میں طلب کر کے فرمایا کہ اپنا احوال اول سے آخر تک ہمارے روبرو ظاہر کرو بندگی میاںؓ نے بصد عجز وانکساری عرض کیا کہ اس درگاہ حق میں عالم اور عالمیوں کے تمام حالات اور معاملات یک بیک ظاہر ہیں آنحضرتؑ نے فرمایا لیکن تم اپنی زبان سے کہو اس کے بعد بندگی میاںؓ نے عرض کیا کہ پہلی مرتبہ ہماری نظر جو اس ذات مبارک صفات پر پڑی تو ہم نے مہدی ع کو درمیان میں نہیں دیکھا بلکہ ہم نے اپنے پروردگار کو دیکھا اور جس وقت کہ عصر کی نماز کے لئے تکبیر اُولیٰ باندھی فرمان حق تعالیٰ پہنچا کہ اے سید خوندمیر تیرا سر ہم کو دے میں نے عرض کیا کہ سر تیری درگاہ سے عطا ہوا ہے اور نیز ہم نے تیری درگاہ کے حوالہ کردیا ہے پس خدائے پاک و برتر نے اپنے دستِ قدرت سے میرے جسم سے سر کو علیحدہ کیا ہم نے عصر کی پوری نماز جو آنحضرتؑ کے پیچھے ادا کی ہم بغیر سر کے تھے پھر عصر کی نماز کے بعد حق تعالیٰ نے اپنے بے کیف دست سے میرے جسم پر سر رکھا پس بندہ اپنی بے اختیاری سے عرض کیا کہ اے بارخدایا کس لئے ہم سے (سر) قبول نہیں ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ کا فرمان پہنچا کہ یہ ہماری امانت ہے میں جس وقت چاہوں دیدینا۔ نقل ہے کہ بندگی میاںؓ نے امام علیہ السلام کے روبرو دوسرے بار عرض کیا کہ آج میں نے قرآن کا بیان سننے کے وقت عصر اور مغرب کے درمیان دیکھا کہ ایک نور آسمان سے بیضہ کی طرح نیچے آکر میرا لباس بنا اور میرے پہلو میں آیا پس امیر روشن ضمیرؑ نے اس وزیر فیض پذیر میاں سید خوندمیرؓ کو خلافت کی خوشخبری دی کہ یہ خلعت کا جامہ حق تعالیٰ کی درگاہ سے پارہے ہو۔ نقل ہے اس مقام میں بہت لوگوں نے صاحب یقین مشائخین اور اہل دین علماء سے آنحضرتؑ کے معتقد ہوکر اطاعت قبول کی چنانچہ علماء باللہ استاد شریعت پیر طریقت سرمست حقیقت میاں یوسف سہیتؒ تمام ملک گجرات میں مشہور تھے کہ ان کے مانند علم و عمل میں کوئی ایک صاحب فضل نہ تھا اُس ہادی عباد کی دہلیز پر فرمانبرداری کا منہ رکھ کر عرض کیا کہ اے امیر فایض ضمیر منیر صغیر و کبیر بہت زمانہ سے مجھ کو غیب سے بطریق عتاب خطاب پہنچتا ہے کہ ہم نے سید محمد کی ذات کو مہدیِ موعودؑ کیا ہے تو اس کی تصدیق کر۔ مکرر عرض کیا کہ ہمارے جدّ کے زمانہ میں ایک کامل مجذوب بیس سال تک ان کے دروازہ پر مقیم رہا ایک روز ہمارے جد نے سر برہنہ غسل کے لئے بوقت

چاشت بیٹھے ہوئے تھے اس مجذوب نے باآواز بلند ندادی کہ مہدیِ موعود پیدا ہوا اسی وقت ہمارے جد اس کی آواز پر باہر آئے کہ تحقیق کریں لیکن اس مجذوب کو پھر نہ پایا ہر چند کہ جستجو اور تفتیش کی ولیکن کسی جگہ اس کی خبر نہیں سنی گویا کہ اتنی مدت (بیس سال) اسی کام کے لئے (مہدیِ موعود کی ولادت کی خبر دینے کے لئے) بیٹھا تھا اس کے بعد (مجذوب کی ندا کے بعد) وہ ساعت اور روز اور تاریخ اور ماہ اور سال (ہمارے جد نے) لکھ کر رکھا پس اب چونکہ میں نے خوندکار کے تولد کی تحقیق کی تو ہم نے ہمارے جد کی لکھی ہوئی تاریخ اور سال اور ماہ اور روز اور ساعت کے موافق پایا پس باتفاق اصحاب تواریخ واجماع امت ظہور مہدیؑ کا وقت یہی ہے پس آنخضرتؑ کے دعوئے مہدیت کی تصدیق خاص و عام پر از روئے شریعت موجب فرض ہے اس لئے کہ وہ تمام اوصاف جو نبوت کی تصدیق کے موجب تھے وہ تمام اوصاف کامل طور پر اس ذات میں ظاہر و باہر ہیں پس حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا ایسا ہی ہے ولیکن کام اپنے وقت پر موقوف ہے۔ پھر میاں یوسفؓ نے عرض کیا کہ اگر خوندکار دعوئے مہدیت ظاہر فرمائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ بندہ اس کی حجت دے گا حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ کہاں سے دوگے۔ کہا کہ خدائے تعالیٰ حضرتؑ کے صدقہ سے ایسا پردہ اٹھا دیا ہے جو کتاب کہ ہو اس سے مہدیؑ کی مہدیت کا ثبوت دوں گا بلکہ ہر جزو اور ہر ایک ورق سے بھی حجت دیتا ہوں مانند قول اللہ تعالیٰ کے۔ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو ایسا پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں جو لوگ اپنے آپ نقصان کر رہے ہیں وہی نہیں ایمان لاتے (نہیں مانتے) پس حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا خیر جی کوئی شخص حجت نہیں دے سکتا یعنے جیسا کہ حجت دینے کا حق ہے مگر حق تعالیٰ حجت دیگا اس کی زبان سے (حجت دیجائے گی) جس کا دعویٰ ہے پھر میاں یوسفؓ نے عرض کیا کہ بندہ کو آنخضرتؑ کی مہدیت کے ثبوت کے دلائل ہر ایک علم کی کتاب سے معلوم ہوتے ہیں اور غیب سے فرشتہ بھی بتواتر ندا دیتا ہے کہ آنخضرتؑ کی ذات عالی درجات مہدیِ موعودؑ ہے لہذا عرض کرتا ہوں کہ اپنے مخلص صدقہ خوار امیدوار محتاج بندہ کو اپنی صاحب ہدایت مہر ولایت کے دیدار سے مشرف کریں حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کیا خاتم نبوت کے شانہ پر کوئی چیز تھی کہا ہاں تمام لوگوں میں مشہور اور کتابوں میں مسطور ہے کہ خاتم نبوت کے شانہ مبارک پر مہر نبوت تھی اسی طرح خاتم ولایت کی شانہ مبارک پر مہر ولایت ضرور ہوگی اس کے بعد حضرت امام علیہ السلام نے اپنی پشت مبارک سے کرتا اٹھا کر فرمایا ہاں دیکھو جب انہوں نے مہر ولایت پر نظر کی دیکھا کہ بیضۂ مرغ کی مقدار سرخ رنگ کی مہر سیدھے شانہ پر ہے اس مہر میں توریت کے حروف کے مانند حروف نہایت خوبصورت اور شاندار لکھے ہوئے پائے پس میاں یوسفؓ نے بکمال تعظیم وتکریم مہر ولایت کو بوسہ دیا اور اس سے مست و جاذب ہو کر کہنے لگے کہ اس چمکدار نور کو دیکھنے سے میں باطل کو توڑنے والی حجت کو (قطعی حجت کو) پہنچا اب بندہ برداشت نہیں کر سکتا مشائخین علماء امراء اور فضلاء کی مجلسوں میں باآوازِ بلند کہوں گا کہ میراں سید محمد کی ذات شریف مہدیِ

موعودؑ ہے اٰمنّا وصدّقنا پس امام علیہ السلام نے فرمایا جلدی مت کرو ابھی دعویٰ کا وقت پہنچا ہے۔ کہا میرانجی اب ٹھیرنے کی طاقت نہیں رہی فرمایا اگر تم ٹھیر نہیں سکتے تو خدائے تعالیٰ تمہاری زبان بند کردیگا یعنے بات نہ کرسکو گے اسی وقت ان کی زبان بند ہوگئی اور حال غالب ہوگیا اور تھوڑے دن میں اپنی جان حق کے حوالہ کردی۔ نقل ہے کہ حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا اگر میاں یوسفؓ کی زبان کھلی رہتی تو گجرات کے اکثر مقامات میں بندہ کی تصدیق نہ کرنے والا کم کوئی شخص رہتا۔ نقل ہے کہ ملا معین الدین گجرات کے مشاہیر علماء کبار سے تھا اس کے شاگرد کبھی کبھی خلیفۃ الرحمٰن صاحب الزماںؑ کے قرآن کا بیان چُھپ کر سننے کے لئے آتے تھے اُس بیان سے بعض اپنے حوصلہ کے موافق یاد رکھ کر ملا کے روبرو کہتے پس یہ لوگ اعتراضات پیدا کر کے پوچھنے کے لئے آتے لیکن امام علیہ السلام کے نور ولایت کے بیحد ظہور کی وجہہ سے اُن کی آنکھ چند کی طرح اندھی ہوکر سب اعتراضات بھول کر سوال کرنے کی طاقت نہ رکھتے پس یہ لوگ تفاسیر کے اجزاء اور دوسری کتابوں سے اُن سوالات کو جن کے جواب نہ پائے لکھ کر اوراق پر نشان کرنے کہ اس مقام پر سوال کریں گے اور کہا کہ یہ سید مختلف مقامات کو حفظ کر کے ایسا حقایق کا بیان کرتا ہے اگر نظم قرآن کی ترتیب کے موافق اسی طرح بیان کرے تو یقین کے ساتھ جانا جائے گا کہ یہ کمال کرامت ہے پس کہا کہ شاہ رکن الدین مجذوب صاحب حال ہیں ولایت کا کمال رکھتے ہیں چاہیئے کہ ان سے فال لیکر (امامؑ کے پاس) جائیں پس جب کہ ان ملاؤں نے شاہ مذکورؒ کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا تو شاہؒ نے فرمایا کہ چوہوں نے ہار بنایا ہے لیکن بلی کی گردن میں کون ڈالے گا اور فرمایا کہ سید کی کٹار ایسی ہے کہ ان کی پشت کو چیر ڈالے لیکن ان ملاؤں نے اپنی نادانی اور اندھے پن کے سبب سے کچھ نہیں سمجھا جیسا کہ فرمایا خدائے پاک و برتر نے کہ۔ اور بہتری نشانیاں آسمان اور زمین میں ہیں جن پر سے ہوکر گذر جاتے ہیں اور ان پر کچھ دھیان نہیں کرتے۔ الغرض مُلّا معین الدین کے پچیس شاگرد جن میں کا ہر ایک ملائی کے درجہ کو پہنچ چکا تھا نماز عصر کے وقت حضرت امام علیہ السلام کے حضور میں آئے اس سے پہلے کہ کسی نے سوال نہیں کیا تھا عصر کی نماز کے بعد حضرت امامؑ نے وہی بات فرمائی کہ بندہ ناظرہ خوان ہے جو کچھ استاد (خدائے تعالیٰ) تعلیم دیتا ہے بندہ پڑھتا ہے۔ نقل ہے جو شخص پیش امام تھا اس کو امامؑ نے فرمایا کہ سورۂ فاتحہ شروع کرو پس سورۂ مذکور میں باریکیوں سے بھرے ہوے حقایق کا بیان راہِ طریقت کے قواعد سے معرفت کی خوبیوں کے کمال کے ساتھ فرمایا باوجود حدود شرعی کے کوئی اصلی اور فرعی رعایت کو نہ چھوڑا حالانکہ اتنے سخت دشمن غلطی پکڑنے کے انتظار میں تھے لیکن کسی فن میں کسی وجہہ سے مجال نہ پائی کہ کسی حرف پر طعن اور عیب لگائیں اس کے ساتھ وہ اعتراضات جن کو انہوں نے بڑی محنت سے ہر علم کی کتاب سے اخذ کر کے لائے تھے اپنے ہر ایک اعتراض کا جواب وافی اور کافی بلکہ ان کے تصور وعقل سے زیادہ اسلاف کی روایتوں کے موافق پایا کہ کچھ سوال کی ضرورت نہ رہی اور وہ اعتراضات کے اوراق جو سوال کرنے کے لئے لائے تھے اسی

طرح اُن کی بغل میں رہے الغرض اُس روز نماز عصر کے بعد سے مغرب تک سورۂ فاتحہ کا بیان رہا پس یہ تمام فصیح زبان شاگردوں نے اس چمکتے ہوئے چراغ بیان میں جو (فرمانِ خدا) گمراہ کرتا ہےاس سے بہتروں کواور ہدایت دیتا ہے بہتروں کو کا عین مظہر تھا بندزبان اور حیران ہوکر اپنے استاد ملا معین الدین کے پاس آ کر کہا کہ اے ملا ہماری برسوں کی عملی تحصیل کہ جس پر ہم فخر کرتے تھے اُس حضرت (امامؑ) کے علمی قواعد کے آگے بچوں کا کھیل اور دیوانوں کی خوشی نظر آئی واللہ کہ ایسی رنگین عبارت سے فصاحت اور بلاغت کے ساتھ ملاحت سے بھری ہوئی حضرت مصطفےٰ ﷺ کے سوا کسی ایک نے کلام اللہ کا بیان نہیں کیا ہے اور نہ کریگا آپ بالضرور ملاقات کر کے دیکھو کہ دیکھنے کی جاے ہے ضرور دیکھنا چاہیئے پس ملا نے کا ہم بغیر ملاقات کے تم سے پہلے جانتے ہیں ولیکن ان سے (امامؑ سے) ملاقات کرنا خلاف عقل ہے اس لئے کہ یہ نص قرآن سے طلب دنیا کو کفر اور تعین کو لعین رکھتے ہیں اور یہ دونو صفتیں ہم میں موجود ہیں پس وہاں جا کر خود کو کافر و ملعون بنانا کونسی عقلمندی ہے اور سید محمدؑ کے بیان میں تاویل اور تحویل کا دخل نہیں تا کہ ہم اپنے لئے پناہ بنائیں اس سبب سے بہتر وہ ہے کہ ہم (امامؑ کے پاس) نہ جائیں۔ نقل ہے کہ ایک روز امامؑ ملا معین الدین کے گھر تشریف لے گئے ولیکن ملا مذکور بالا رعب کے سبب سے اپنے گھر میں بھی ملاقات کی مجال نہیں رکھتا تھا پس حیلہ کر کے دیوار پر سوار ہوکر کہلایا کہ ملا سوار ہو گئے ہیں حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ملا ایسے مرکب پر سوار ہوے ہیں کہ ہرگز منزل کو نہیں پہنچیں گے القصہ شاگردان مذکور حضرت مہدیؑ کا بیان سننے کے لئے سورۂ بقر کے ختم تک پُر ملاحت عبارت کی فصاحت کی حلاوت کی بنا پر آتے رہے۔ نقل ہے کہ امام علیہ السلام نے سورۂ بقرۃ کے تین حصے فرما کر بیان میں ان تینوں مقطعہ حروف (الم) کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ تمام سورۂ بقرۃ ان حرفوں کی تفسیر ہے فی الجملہ اُن دنوں تمام علماء بادشاہوں سے میل جول رکھنے والے کہ جن کی صفت دین کے چور اور رہزنی ہے بادشاہ گجرات کے پاس کوشش کر کے مبارز الملک [۱] (ملک نصیر الدین) طرفدار شہر نہروالہ کی مہر سے حضرت امام علیہ السلام کے اخراج کا حکم صادر کیا چونکہ ملک برخوردار ملک نصیر الدین کے عزیز تھے اُن سے کہا کہ حضرت امام علیہ السلام کو فرمان شاہی بتلانے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ حضرتؑ نے خود اپنے صحابہؓ کو فرمایا ہے کہ ہر ایک شخص حتی المقدور سفر کے لئے مستعد رہے بناء علیہ جانا گیا کہ امام علیہ السلام دو تین دن میں آگے بڑھ جائیں گے ملک مذکور نے کہا کہ بادشاہوں کے فرمان کو درمیان میں رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا ہوں پس ملک مذکور نے اخراج نامہ کو آستین میں رکھے ہوئے امام علیہ السلام کے حضور میں آ کر چاہا کہ آستین سے بادشاہ کا فرمان نکالکر دکھاے حضرتؑ نے گوجری زبان میں فرمایا کہ اچھے جی اچھے ملک نے کہا کہ بادشاہ کا فرمان ہے۔ حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرے بادشاہ کا فرمان تیرے لئے ہے ہمارے بادشاہ (خدا) کا فرمان بھی

---

[۱] مبارز الملک خطاب ہے اور ملک نصیر الدین نام ہے (ملاحظہ ہو شواہد الولایت باب ۱۶)۔

ہم کو پہنچا ہے کہ ہم تھوڑی مدت میں تجھ کو آگے روانہ کریں گے پوچھو، دو تین روز ہوئے ہیں کہ تمام صحابہؓ سفر کی تیاری میں ہیں اور فرمایا کہ بندہ کا سفر اور اقامت حق تعالیٰ کے فرمان سے ہے لیکن اخراج کرانے والوں کا منہ کالا ہوگا اس کے بعد یہاں سے روانہ ہوکر موضع بڑلی میں نزول فرمایا۔

فصل۔حضرت حق تعالیٰ کے فرمان سے مہدیت کے دعویٰ کو ظاہر کرنے کے بیان میں۔نقل ہے کہ اس سے پہلے اس مظہر کمال بے زوال پر تمام احوال میں حضرت ذوالجلال کا فرمان بارہ سال تک اس طرح صدور پاتا رہا کہ ہم نے تجھ کو مہدیِ موعود کیا ہے حضرت امامؑ اس کی بالکل نفی کر کے عرض کرتے رہے کہ اے بارخدایا اگر چہ یہ بدکردار شیطان کا وسوسہ اور نفس مکار کا افترا ما سوی اللہ کے وجود کے ساتھ ہے تو پس محمد مصطفےٰ ﷺ اور علی المرتضٰی کے صدقہ سے مجھ کو اس بلا سے اپنی حفاظت میں مصئون اور محفوظ رکھ لیکن بارہ سال کے بعد عتاب سے حکم ہوا کہ ہم اپنے حضور میں فرمارہے ہیں اور تو اس کو غیر اللہ اور ما سوی اللہ کے وجود سے تصور کر رہا ہے کیا نہیں جانتا ہے عین حق کو باطل کہتا ہے مگر تو ہلاک ہوگا پس امام علیہ السلام نے عجز و انکسار سے عرض کیا کہ اے بار خدایا میں اس ولاتی محمدی کے بار کے لایق نہیں ہوں اور حق تعالیٰ کی طرف سے یہی فرمان ہوا کہ ہم تجھ کو ولایت محمدی کا خاتم کیا ہے ایک عرصہ تک اسی قسم کی تکرار رہی اس کے بعد احکم الحاکمین کی درگاہ سے بطریق محبت فرمان صادر ہوا کہ ہم علیم سمیع اور بصیر ہیں لایق پا کر بار رکھے ہیں اس کے بعد تیسرے بار اس ندیم حریف طرار نے اس شاہد ظریف مکار سے دوسری عبارت سے پیش آ کر عرض کیا کہ اے بارخدایا تو علیم اور بینا ہے قدیم اور توانا ہے کہ ایک بشر آدم صفی اللہ کو خاک سے پیدا کر کے قبلۂ ملائک کیا دوسرے بشر نوح نجی اللہ کو پیدا کر کے شیخ المرسلین بنایا اور ایک بشر ابراہیم خلیل اللہ کو پیدا کر کے شجرۃ الانبیاء متبوع المرسلین بنایا اور ایک بشر موسیٰ کلیم اللہ کو اپنے کلام کے لئے پسند کر کے صاحب توریٰت کیا اور ایک بشر عیسیٰ مسیح روح اللہ کو پیدا کر کے صاحب کتاب کیا روح القدس کی تائید بخشی پھر ایک مثل بشر محمد رسول اللہ کو پیدا کر کے خاتم الانبیاء خلاصۂ موجودات محبوب الکونین بنایا اور (محمد رسول اللہؐ کے) ویسا ہی ایک بشر پیدا کر کے مہدیِ موعود کیا کوئی تعجب کی بات نہیں لیکن اس مدعا (دعوی موکد) کے ظاہر کرنے میں کیا مقصود ہے اس لئے کہ اب جو شخص مصطفےٰ ﷺ کی ظاہر شریعت پر مرتا ہے ودزخ کی آگ سے نجات پاتا ہے اور بعد ظاہر ہونے اس دعویٰ کے قبول کیا سو وہ مومن انکار کیا سو وہ کافر (دوزخی) ہوگا امام علیہ السلام کی یہ عرض خلق اللہ پر نہایت شفقت اور کمال رحمت کے واسطہ سے واقع ہوئی اور اگر تیری غرض ہم کو آزمانا ہے تو پس مجھ کو پارہ پارہ کر اور سر سے پیر کے ناخنوں تک پوست کھینچوا اگر میں لرزوں اور جنبش کروں تو تیرا بندہ نہ ہوں گا یہ دونوں باتیں آٹھ سال تک اسی طرح عرض کیں نقل ہے کہ موضع بڑلی میں اقامت فرمانے کے پندرہویں روز عتاب سے حکم ہوا کہ آگاہ ہو تحقیق کہ حکم جاری ہوگیا ہے اگر تو صبر کیا تو ماجور ہوگا اور اگر بے صبری کیا تو محروم ہوگا۔پس ایسی حالت

میں کہ حضرت امام علیہ السلام کے روئے مبارک پر نہایت فکر سے غم والم کے آثار پیدا تھے اور بیحد حیرت کی وجہہ سے درد بھرا ہوا اور زردی ظاہر تھی محضرۂ عام میں کہ اس مجمع میں مشائخین علماء زہاد صلحا اور سلاطین وامرا کے لوگ اور امیر اور خانوں اور فقیروں کی جماعت تاجروں اور مزدوروں کی جماعتیں اور مقیم اور ہر ایک شہر کے مسافر اور ہر اقسام کے بعضے لوگ اس مقام میں حاضر تھے حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا خدائے تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ ہم نے تجھ کو مہدیِ موعودؑ کیا ہے خلق کے درمیان ظاہر کر پھر گوجری عبارت میں فرمایا خدائے تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ کہلاتا ہے تو کہلا نہیں تو ظالموں میں شمار کروں گا اور فر فرمان ہوتا ہے کہ آیت افمن کان علیٰ بینة من ربه الخ تیری حجت ہے اور کلام اللہ اور اتباع محمد رسول اللہؐ تیرے گواہ ہیں اور ہم تیرے ناصر ہیں فرمایا اب بندہ کیا کرے ناچار ہم نے ظاہر کیا اور فرمایا جو شخص کہ اس ذات کی مہدیت پر ایمان لائے مومن ہووے اور جو شخص کہ انکار کرے وہ کافر ہووے پس اہل دین علماء کی ایک جماعت اور صاحب یقین مشایخوں کا ایک فرقہ اور اسی طرح ہر ایک قبیلہ سے جو شخص ازلی سعادت میں سبقت رکھتا تھا۔ یہ صورت جھوٹے کی نہیں ہے۔ دیکھ کر اور جان کر اٰمنّا وصدّقنا کہا اور جو لوگ ازلی مردود تھے۔ یہ تو تم ہی جیسا بشر ہے چاہتا ہے کہ تم پر فضیلت پائے اور نہیں ہے یہ مگر جھوٹا جادوگر۔ کہکر انکار کئے جیسا کہ خدائے پاک و برتر نے فرمایا کہ۔ تو ان میں سے کوئی تو ایمان لایا اور کسی نے کفر کیا۔ جبکہ اُس ذاتِ عالی صفات اور صاحب اخلاق نبوت کو دعویٰ میں سچّا پا کر ایک جماعت کے لوگ تصدیق کر لئے تو پس اُس ذات کے دعویٰ کے انکار پر کوئی حجت نہ رہی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کے بعد کہ لوگ اس کو مان چکے اُن کی (کافروں کی) حجت باطل ہے ان کے پروردگار کے نزدیک ۔نقل ہے کہ حضرت امام علیہ السلام دعویٰ سے پہلے سفر کی نیت رکھتے تھے لیکن دعویٰ کے بعد اقامت کا ارادہ فرما کر شہر چاپانیر کو رقعہ لکھا کیونکہ اس زمانہ میں یہ شہر ملک گجرات کا دارالسلطنت تھا اُس رقعہ کا مضمون یہ ہے کہ بندہ سید محمد خدائے تعالیٰ کے فرمان سے مہدیت کا دعویٰ کیا ہے ایسی حالت میں کہ عقل بالکل درست ہے اور ہشیاری ہے بیہوشی اور سہو کا غلبہ نہیں ہے ہر جہت سے صحت رکھتا ہوں کسی زحمت کا اثر نہیں ہے اور جو کچھ ہمارا رزق ہے ہمارے اہل وعیال کے ساتھ خدائے تعالیٰ پہنچا تا ہے فاقہ کی حالت میں اضطرار نہیں اور زوجیت کی بھی بیقراری نہیں اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے حکم سے کہتا ہوں کہ یہ ذات مہدیِ موعود آخر الزماں ہے اور اس مدعا پر اتباع کلام اللہ اور پیروی محمد رسول اللہ دونوں گواہ ہیں پس ہر ایک پر یعنے سلاطین امرا خوانین وزرا اغنیاء فقرا علماء صلحا اور ہر ایک جنس کے خلایق پر لازم ہے کہ مہدی کی تحقیق اور تفتیش کر کے تصدیق کریں اور اگر بندہ کو جھوٹا اور اللہ پر بہتان لینے والا جان کر انکار کریں تب بھی ان پر لازم ہے کہ ہمارا جھوٹ ثابت کر کے ہم کو قتل کریں وگرنہ ہم جس جگہ جائیں گے خلق کو اپنے مدعا پر بلائیں گے اُس کا گمراہ کرنا اور اُس کا ضرر و وبال بھی ان کی گردن پر عائد ہوگا پس حاکمانِ زماں پر ضرور ہے کہ ان دونوں کاموں میں سے

ایک کو اختیار کریں ورنہ دونو جہاں میں منہ کالا ہوگا۔نقل ہے کہ حضرت امام علیہ السلام رقعہ بھیجنے کے بعد چار مہینے تک وہاں مقیم رہے لیکن کسی نے کوئی جواب باصواب نہیں دیا مگر سنا گیا کہ علماء کرام اور متشرعان عظام نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ آنحضرتؑ ولی کامل و اکمل ہیں اور اپنے دعویٰ پر کلام اللہ اور اتباع رسول اللہ سے حجت لاتے ہیں بناء علیہ ہم کو ان کے ساتھ ہرگز مقابلہ نہیں اور نہ مقابلہ کرنا چاہیئے اگر چہ یہ لوگ خود کو دیندار جہاں اور علامۂ زماں سمجھتے تھے چنانچہ شیخ سعدیؒ نے فرمایا ہے کہ

بلی شیر ہے چوہا پکڑنے کے وقت
لیکن چوہا ہے چیتہ کے مقابلہ میں

نقل ہے حق تعالیٰ کا فرمان پہنچا کہ اے سید محمد آگے بڑھ خراسان کی طرف کیونکہ ہند میں علم کی کمی ہے اور علم کی کمی ہلاکت کا سبب ہے اور خراسان میں علم تمام ہے علم کی تمامیت نجات کا موجب ہے ہم وہاں تیری نہج دیں گے یعنے بعضے اہل خراسان راہ انصاف پاسکیں گے پس حضرت امام علیہ السلام وہاں سے تشریف لے گئے۔نقل ہے کہ مقام جالور میں ایک روز بندگی میاں نظامؒ امام علیہ السلام کو مسواک کرا رہے تھے اس وقت عرض کیا کہ حدیث نبویؐ میں دیکھا ہوں کہ مہدیِ موعودؑ سوکھے ہوئے درختوں کو تر و تازہ کردیں گے حضرت امام علیہ السلام نے اسی مسواک کو جو ہاتھ میں تھی زمین میں نصب کردی اسی وقت ایک درخت شاخ و برگ کے ساتھ موجود ہوگیا اس کے بعد اس کو اکھیڑ کر ویسی ہی مسواک کیا اور فرمایا کہ یہ کام بازی گروں کا ہے حدیث نبویؐ کی غرض وہ ہے کہ عشق و محبت کے درخت جو طالبان حق کے دلوں میں پرمردہ اور خشک ہوں گے اُن کو (مہدیؑ) تازگی بخشے گا چنانچہ کہا گیا ہے۔

عاشقوں عاشقوں تمہارا نام پروانہ ہے
اس زمانہ میں ہشیار رہو شمع ولایت نمودار ہوگئی ہے

نقل ہے کہ بندگی میاں دلاورؒ حضرت امام علیہ السلام کو وضو کروا رہے تھے عرض کیا کہ میرانجی پانی کا ہر ایک قطرہ جو ریشِ مبارک سے سیراب ہوکر آتا ہے کہتا ہے کہ یہ مہدیِ موعودؑ ہے یہ خلیفۃ اللہ ہے کیا یہ آواز لوگ نہیں سنتے ہیں فرمایا ہاں میاں دلاورؒ جہاں بندہ رہتا ہے اور جس طرف کہ بندہ جاتا ہے جمادات نباتات اور حیوانات بلکہ ان کے ہر ایک ذرہ سے یہی آواز آتی ہے لیکن تمہارے کانوں کے جیسے کان چاہیئے تاکہ سنیں۔تاکہ کریں اس واقعہ کو تمہارے لئے یادگار اور اس کو یاد رکھے یاد رکھنے والا کان۔

نقل ہے جب حضرت امام علیہ السلام کا گذر جیسلمیر کی طرف ہوا جو قدیم کفرستان ہے اہل اسلام کے حاکموں کا حکم

ان بدکردار کافروں میں کبھی جاری نہ ہوا اُس زمانہ میں اُس زمین پر ایک بیل آنحضرتؑ کی ہمراہی [1] سے بے طاقت ہوکر زمین پر گرا آنحضرتؑ نے فرمایا کہ ذبح کروکسی نے عرض کیا کہ اس شہر کے کفار بہت سخت ہیں اوراپنے کفر پر اس کام کے سبب سے بہت شرارت کریں گے حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا پس کیا مردار کروگے یہی بات تین بار زبانِ مبارک سے تکرار پائی بندگی میاں عبدالمجیدؓ جواونٹ پرسوار تھے بعجلت اونٹ سے کودکر بیل کوذبح کردیا اسی وقت یہ اخبار اس شہر کے سردار کفار کو پہنچی پس وہ غصہ ہوکر فوراً لڑنا چاہتا تھا لیکن اس کی ماں عقلمند تھی کہی عجلت مت کر بے تامل کام مت کر دیکھ جوشخص یہاں بیل کاٹا ہے یا تو وہ بڑا بادشاہ ہوگا اور مکر سے آکر یہ کام کیا ہے اور یا کوئی کامل درویش ہے جو دونوں جہان سے فارغ ہوگا ان دو کے بغیر کوئی شخص اس دبدبہ کی عزت اوراس کام کی طاقت نہیں رکھتا ہے پس وہ راؤ دل کوقابو میں لاکر اپنی جمعیت کے ساتھ آکر دیکھا کہ چند فقرا بہرہ مند دل پسند حق سے ملے ہوے بے سامان ہیں لیکن ایسی کچھ خاطر جمعی رکھتے ہیں کہ بیل کو مارنے یا راؤ کی سلطنت سے بالکل ان کے دل میں کوئی اندیشہ گذاری نہیں پس راؤ نے کہا کہ تم کیسے لوگ ہو اپنے شکم میں جگر رکھتے ہو یا نہیں اس مقام میں اپنی اس حالت سے تم نے بے خوفی کی صحابہؓ نے کہا کہ ہمارا بزرگ درخت کے نیچے بیٹھا ہے یہ کام اس کے اشارہ سے صادر ہوا ہے پس راؤ امام علیہ السلام کی طرف گیا جب اُس کی نظر امام علیہ السلام کے روئے مبارک پر پڑی بے اختیار گھوڑے سے اتر کر سجدہ کناں سامنے آکر عظمت اور ہیبت سے بطریق ادب دیر تک کھڑا رہا پس اپنے لوگوں سے کہا کہ اے یاراں جب گاؤ کو پیدا کرنے والا گاؤ کو مارا ہے تو میں کیا کرسکتا ہوں اگر کوئی دوسرا شخص ایسا کام کرتا تو معلوم ہوتا کہ میں کیا کرتا پس زمین پر سر رکھ کر وداع کر کے گیا نقل ہے کہ وہاں سے چند منازل جانے کے بعد ویران راستہ سامنے آیا کوئی شخص اس راستہ سے نہ جاکر بہت عرصہ ہو چکا تھا جب حضرت امام علیہ السلام نے اسی راستہ سے جانے کا ارادہ فرمایا تو کسی نے عرض کیا کہ یہ راستہ قدیم تھا اب سانپوں اور شیروں کے سبب سے بہت مدت ہوئی کہ لوگ اس راستہ سے چلنا چھوڑ دیئے پس رفتار کی کمی اور اشجار کی کثرت کی وجہ سے راستہ کا نشان بھی مٹ گیا ہے حضرت امام علیہ السلام نے اسی راستہ سے چلتے ہوئے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے مہدیؑ کو قدیم راستہ جاری کرنے کیلئے بھیجا ہے۔ نقل ہے کہ اس راستہ میں بندگی میاں سید خوندمیرؓ حاجت کے لئے کچھ دیر ٹھہر گئے تھے اس اثنا میں تمام صحابہؓ چلے گئے اور میاںؓ نے بہت کچھ جستجو کی لیکن گھاس اور درختوں کی کثرت کے سبب سے ساتھیوں کو نہ پایا اس ویرانہ میں دو رفیقوں کے ہمراہ تین روز تک بھوکے اور حیران تھے

---

[1] گادی از ہمراہیاں درافتاد دوست و پا می جنبانید اصحاب مذکور میرانؑ را گاؤ براہ خدا گذرانیدند تا امامؑ فرمود کہ شتاب ایں را بسمل کنند (ملاحظہ ہو گلشن نہم چمن اول) ترجمہ ایک بیل ہمراہیوں سے گرپڑا تھا اور پاؤں ہلا رہا تھا اصحاب مذکور نے اس بیل کو امامؑ کے حضور میں براہ خدا گذرانا امامؑ نے فرمایا کہ اس کو جلد ذبح کرو۔

یکا یک ایک مرد سفید ریش ایک موٹا بکرا ذبح کر کے اور پوست نکالکر میاںؒ کے سامنے لاکر کہا کہ یہ تم کو خدائے تعالیٰ بھیجا ہے پس بندگی میاںؒ نے دونوں رفیقوں کے ساتھ اُس بکرے کو کھایا اور اُس سفید ریش مرد نے (حضرت خواجہ خضرؑ نے) راستہ بھی دکھلایا جب بندگی میاںؒ اسی طرف جانے لگے یکا یک ایک آواز سنی جو اس طرف کے ہر ایک جمادات اور نباتات سے آرہی تھی کہ یہ مہدیِ موعود ہے خلیفۃ اللہ ہے پس بندگی میاںؒ محض اس آواز کے سبب سے سیدے اور بائیں جانب توجہ نہ کر کے امام علیہ السلام کے حضور میں پہنچے۔ نقل ہے جب حضرت امام علیہ السلام نے ملک سندھ کے دار السلطنت میں نزول فرمایا وہاں شیخ الاعظم شیخ صدر الدین جو ایک علامہ عصر اور مشاہیر دہر سے تھے ایک روز عصر کے وقت امام علیہ السلام کی ملاقات کیلئے آئے دیکھا کہ حضرت امام علیہ السلام بے تکلف سپاہانہ لباس رکھتے ہیں اور شیخ گمان رکھتے تھے کہ مہدی جو ہوگا درویشانہ لباس میں ملبوس ہوگا بناءً علیہ شیخ کے دل میں آیا کہ یہ مہدیِ موعودؑ کیونکر ہونگے الغرض جب شیخ مغرب کے بعد وداع کر کے لوٹے اثناء راہ میں یکا یک ایک غیب کی آواز سنی کہ اے صدر الدین کہاں جاتا ہے مہدی آخر الزماں جس کا وعدہ خدائے تعالیٰ نے کیا ہے یہی ذات ہے پس واپس جا کر تصدیق کر شیخ اہل علم تھے اس آواز کو توہم سمجھ کر چند قدم آگے بڑھے پھر یہی آواز دلنواز درخت سے آئی کہ اے صدر الدین کہاں جاتا ہے مہدیِ موعود کہ خدائے تعالیٰ نے مصطفےٰؐ کی زبان سے وعدہ کیا تھا یہی ذات عالی درجات ہے پھر یہی صدای مطلق رہنمائی حق سیاہ رنگ کے پتھر سے سنی اس کے بعد شیخ مذکور نے جانا کہ اس میں کوئی مقصود خدا ہے واپس جا کر تحقیق کرنی چاہیئے پس امام علیہ السلام کے حضور میں آکر ملاقات کر کے تمام رات سے تحقیق کر کے تصدیق کی لیکن ایک مشکل انکار کفر کی رہی تھی اس کے متعلق حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوانشاء اللہ وہ مشکل بھی حل ہو جائے گی اور اپنے حجرۂ مبارک میں جگہ دی شیخؒ تین دن کے روزہ کی نیت کر کے حجرہ میں ذکر حق میں مشغول ہوگئے اس کے بعد شیخؒ نے تیسرے روز امام علیہ السلام کے قدمبوس ہو کر عرض کیا کہ جو اشکال کہ اوہام سے تھی حضرتؑ کے صدقہ سے تمام حل ہوگئی امام علیہ السلام نے فرمایا کہاں سے اور کس وجہ سے شیخؒ نے کہا خدائے تعالیٰ سے معلوم ہوا کہ محمد نبی کا منکر کافر ہے اور محمد مہدیؑ کا منکر اکفر ہے۔ نقل ہے کہ اُس مقام میں بندگی میاں سید خوندمیرؒ نے معاملہ دیکھا کہ حضرت امام علیہ السلام نے وفات پائی ہے اور جنازۂ معلیٰ مستعد اور تیار ہے اور تمام اصحابؓ جنازۂ مبارک اٹھانے کے قصد اور کوشش میں ہیں ولیکن ان کی کوشش سے اٹھ نہیں سکتا پس بندگی میاںؒ خود اٹھے کمر باندھے ہوئے بسم اللہ کہہ کر جنازۂ مبارک کو اٹھانے کے شرف سے مشرف ہوئے بنا بریں بہت زاری اور بیچ گڑ گڑاہٹ کی وجہ ہرگز طاقت نہیں رکھتے تھے کہ امام علیہ السلام کے حضور میں اس معاملہ کو ظاہر کریں پس جب امام علیہ السلام نے ان کے احوال کو دیکھ کر بہت کوشش کر کے پوچھا پس بندگی میاںؒ نے عاجزی اور زاری اور مجبوری سے معاملۂ مذکور عرض کیا حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا (اس

کی تعبیر) یہی ہے کہ اس بندہ کا بوجھہ تم اٹھاؤ گے۔ نقل ہے سندھ کا بادشاہ چاہا کہ امام علیہ السلام کو اپنے ملک سے نکالدے قاضی کو بھیج کر کہلایا کہ بادشاہ کا فرمان ہے کہ یہاں سے آگے چلے جاؤ حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرے بادشاہ کا فرمان تیرے لئے ہے جس وقت کہ ہمارا بادشاہ (خدا) ہم کو کہے گا آگے چلے جائیں گے اس کے بعد قاضی نے کہا کہ اولوالامر کی اطاعت لازم ہے آنحضرتؑ نے فرمایا حالانکہ تو قاضی ہے بیان کر کیا اولوالامر کے شرائط تیرے بادشاہ میں موجود ہیں اگر تو اس کو شرعی احکام سے اولوالامر ثابت کرتا ہے تو بندہ اس کے کہنے پر اسی وقت چلے جاتا ہے۔ قاضی نے کہا خوندکار فرمائیں آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرا بادشاہ عادل ہے یا ظالم۔ قاضی نے کہا بلکہ اظلم ہے۔ اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا کہ شرع مصطفےٰ ﷺ کی پیروی کرنے والا ہے یا اپنی خواہشات کی پیروی کرنے والا۔ قاضی نے کہا کہ شرابخوار خود پرست اور مغرور ہے صراط مستقیم اور پرہیزگاری کی بالکل بو نہیں رکھتا ہے امام علیہ السلام نے فرمایا پس تو ایسے شخص کو کس طرح اولوالامر کہتا ہے۔ چونکہ قاضی سے جواب باصواب نہ بن پڑا تو دوسری تقریر سے پیش آ کر کہا اگر کوئی شخص اپنے ملک میں کسی کو جگہ نہ دے تو کیا کرنا چاہیئے امام علیہ السلام نے فرمایا تو خود کہہ کہ ملک سندھ بادشاہ سندھ کی ملک سے ہے اور قطعۂ گجرات اس کے حاکم کی ملک سے ہے خراسان کی زمین اس کے حاکم کے علاقہ کی ہے اسی طرح ہر ایک ملک ہر ایک شہر اور ہر ایک قصبہ کیلئے اپنے زعم میں ہر ایک شخص اپنی وراثت کا حکم رکھتا ہے پس تھوڑی خدا کی زمین تو بتا جو خالص خدا ہی کی ہوتا کہ اُس خاکی زمین میں بندگانِ خدا خدا کی بندگی کریں۔ پس قاضی حیران ہو کر کہا کیا کسی کی دستار زبردستی چھین لوگے امام علیہ السلام نے قاضی کی دستار لیکر زانو پر رکھ کر فرمایا کہ دستار (چھین) لینا اس کو کہتے ہیں پس کہہ کہ ہم نے کسی کی جگہ یا کسی کا ملک یا کسی کا شہر یا کسی کا قصبہ لے لیا ہے بلکہ کسی کا کھیت یا باغ لیا ہے جو تو نے ایسی نالایق بات زبان پر لائی اور فرمایا اپنے بادشاہ سے کہدے کہ ہم خدائے تعالیٰ کے حکم کے بغیر یہاں سے ہرگز نہیں جائیں گے پس اگر تو اپنے دبدبے اور تمام لشکر کے ساتھ آئے انشاءاللہ تعالیٰ بندہ اپنے خدا کے ساتھ تجھ پر غالب آوے۔ جب قاضی نے یہ خبر بادشاہ کو پہنچائی تو وہ غصہ میں آ کر ایک لشکر کو لوٹنے اور تاراج کرنے کے لئے مقرر کیا پس دریا خاں جو اُس سلطنت کا مملکت مدار تھا اسی وقت آ کر لشکر کو واپس کر دیا اسی طرح بادشاہ اپنی نادانی اور جوانی کے سبب سے ہر روز ایک لشکر مقرر کرتا اور دریا خاں جو مرد مصلح کار او راس بادشاہ کا مملکت مدار تھا درمیان آ کر لشکر کو منع کرتا ایک روز لشکر دائرہ معلا کو پہنچنے کے لئے ایک چلی ہوئی تیر کا فاصلہ رہگیا تھا وہاں سے لشکر کو دریا خاں نے واپس کر کے بادشاہ سے کہا کہ اگر تیرا عقیدہ آنحضرتؑ کی مہدیت کا نہیں ہے لیکن جانتا ہے کہ یہ پیغمبرؐ کے فرزند اور ولی کامل ہیں پس تو ایسی ذات عالی درجات کو تکلیف دینا کیوں کر گوارا کرتا ہے۔ نقل ہے کہ اُن دنوں حضرت امام علیہ السلام نے جنگ کی استعداد کر کے فرمایا فالذین ھاجروا۔ہو واخرجوا من دیارھم۔ہو واوذافی سبیل۔

بھی ہوا ایک صفت کارزار کی رہ گئی ہے انشاء اللہ ہوگی۔نقل ہے اُس اثناء میں ملک اعظم ملک گوہرؒ نے امام علیہ السالم سے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ بارہ ہزار گھوڑے سوار اور ہتیار مع تمام سامان وزادسفر تھوڑی مدت میں بغیر کسی رنج و محنت کے مہیا اور آراستہ ہوجاتے ہیں۔امام علیہ السلام نے فرمایا کہاں سے تیار کروگے کہا کہ اپنے پاس اکسیر اعظم ہے اس سے یہ کام بلکہ اس مقدار سے بھی زیادہ مہیا کرسکتے ہیں۔امام علیہ السلام نے فرمایا (اکسیر اعظم) کہاں ہے لاؤ۔پس ملک اعظم نے وہ برتن جس میں ڈھائی سیر اکسیر بے نظیر تھی لایا جب امام علیہ السلام نے دیکھا کہ اکسیر اعلیٰ ہے فرمایا کہ اکسیر اٹھاؤ اور اکسیر والے کو دائرہ سے باہر کرو کہ ایسی خبیث چیز رکھ کر بندہ کی صحبت میں رہتا ہے جنگل میں چھوڑ دیئے تو ملکؒ تین روز تک وہیں پڑے رہے۔نقل ہے کہ جب بندگی میاں نعمتؒ نے ملکؒ کو دیکھا تو کہا نماز کا وقت جارہا ہے ایک بار نماز بھی تو پڑھ لو ملکؒ نے کہا کہ ہم خداوند نماز کی درگاہ سے مردود ہوگئے ہیں کس کی نماز پڑھیں۔جب یہ خبر اُس رہبر (امامؑ) کو پہنچی فرمایا اگر بندہ کی صحبت میں رہنا چاہتا ہے تو اس پلیدی کو باؤلی میں ڈال۔ملکؒ شاداور خوشحال ہوکر ہزار شکرانہ کے ساتھ اکسیر باؤلی میں ڈالدی اور توبہ کرکے امام علیہ السلام کے دائرہ میں آئے۔نقل ہے کہ اُس اکسیر اعظم میں سے ایک جَو برابر اکسیر باؤلی کے کنارہ پر پڑی ہوئی تھی میاں سید سلام اللہؒ نے اس کو اپنی دوانگلیوں لاکر حضرت امام علیہ السلام کے پانی کے لوٹے کو گرم کر کے اس پر امتحان کیلیئے ڈالی دیکھا کہ لوٹا اعلیٰ سونا ہوگیا اسی وقت حضرت امام علیہ السلام کے حضور میں لیجا کر عرض کیا کہ اکسیر ایسی تھی امام علیہ السلام نے فرمایا کہ میں جانتا تھا کہ یہ ایسی چیز ہے لیکن اس کا فتنہ اس سے زیادہ ہے اس سبب سے (باؤلی میں) ڈالی گئی۔نقل ہے کہ اس طلائی لوٹے کو توڑ کر سویت کردی پس فقراء اس کی خرید وفروخت کے لئے شہر گئے جب (ظہر کی) نماز کی اذاں ہوئی امام علیہ السلام آئے دیکھا کہ اکثر لوگ جماعت میں حاضر نہیں ہیں فرمایا کہ سید سلام اللہؒ یہ تھوڑی سی اکسیر تھی جس کے واسطہ سے لوگ جماعت کی نماز صحبت اور بندۂ خدا کی نظر سے محروم رہے اگر وہ سب اکسیر رہتی تو ان کا حال کیا ہوتا الغرض سندھ کا بادشاہ اور وہاں کی خلایق اتنی عداوت اور مخالفت کی کہ لکھنے کی گنجایش نہیں یہ مخالفت محض اس لئے تھی کہ امام علیہ السلام یہاں سے چلے جائیں لیکن امام علیہ السلام کو جب تک حق تعالیٰ کا فرمان نہ ہوا نہیں گئے اسی محل میں امام علیہ السلام کے صحابہؓ پر (منجانب اللہ) ایسی آزمایش ہوئی کہ محض فقر وفاقہ کے واسطہ سے چوریاسی صحابہؓ واصل حق ہوئے اور امام علیہ السلام نے حق تعالیٰ کے فرمان سے ہر ایک صحابیؓ کو اولوالعزم اور انبیاء مرسل کے مقامات کی بشارتیں فرمائیں آخر الامر چار مہینے کے بعد حق تعالیٰ کا فرمان ہوا کہ یہاں سے آگے بڑھو اس کے بعد تشریف لے گئے نقل ہے کہ اس سفر میں بندگی میاں نظامؒ ایک جنگ میں اپنی شیر خوارہ لڑکی کو حق میں کامل مستغرق ہونے کی وجہہ سے بھول کر امام علیہ السلام کے ہمراہ روانہ ہوئے چونکہ ایک دومیل راستہ طے کرنے کے بعد یاد دلایا گیا تو شاہ نظامؒ نے فرمایا اِس درندوں سے بھرے ہوے جنگل میں

شیر یا لانڈگا (بچی کو) لے گیا ہوگا حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہاری دختر بحال خود سلامت ہے جلد لاؤ جب میاں نظامؒ واپس ہوکر اُس مقام پر پہنچے تو دیکھا کہ ایک بڑا شیر اُس بچی کی نگرانی کرتا بیٹھا ہے جوں ہی بندگی میاں شاہ نظامؒ کو دیکھا سرزمین پر رکھ کر چلے گیا پس حضرت شاہ نظامؒ نے اس بچی کو صحیح وسلامت اور خوش حال پا کر حضرت امام علیہ السلام کے حضور میں لائے۔

فصل:۔ ملک خراسان کو پہنچنے اور میرزا شہ بیگ اور میر ذوالنون کی ملاقات کے قصہ کے بیان میں۔نقل ہے جس وقت کہ امام علیہ السلام قندہار پہنچے ایک خادم نے عرض کیا کہ یہ ملک عجم ہے اور نہ یہ لوگ ہماری زبان سے واقف مصلحت کے لحاظ سے دعوئے مہدیت پنہاں رکھیں اور جس وقت کہ ہم ایک دوسرے کی زبان سے واقف ہوجائیں اور اُن کو اپنی جانب مائل پائیں تو اس وقت دعوئے مہدیت ظاہر فرمائیں حضرت امام علیہ السلام نے جواب فرمایا کہ اگر بندہ کا دعویٰ تمہاری قوت سے ہے تو پس تم جیسا کہتے ہو ویسا ہی کیا جائے گا اور اگر اللہ کی جانب سے اور اللہ تعالیٰ کی قوت سے ہے تو پس انشاء اللہ معلوم ہوجائے گا۔نقل ہے کہ قندہار پہنچنے کے دوسرے روز ظہر کے وقت اُس امام صاحب کمال کو حضرت ذوالجلال کا حکم پہنچا کہ اے سید محمد تیرا منکر کافر ہے تیرے انکار کے متعلق کیا کہنا چاہیئے جبکہ تیری ذات کے لباس کے بندہ کا منکر کافر ہے اور فرمایا کہ ہر روز بندہ پر بہتر بار الوہیت کی تجلی چمکتی ہے جب یہ خبر شہر قندہار میں منتشر ہوئی تو علماء شہر قندہار جمع ہوکر اپنے امیر میرزا شہ بیگ سے عرض کئے کہ ایک سید ہند سے آکر خود کو مہدیِ موعودؑ کہلاتا ہے اور اپنے منکر کو کافر کہتا ہے اگر سرکار کی اجازت ہو تو ہم جمعہ کے دن جامع مسجد میں طلب کر کے تحقیق کرتے ہیں اور شہ بیگ جوان بیس سالہ اور شرابخوار تھا علماء کی رائے سے راضی ہوا تو امام علیہ السلام کو جمعہ کے دن طلب کئے نقل ہے کہ حضرت امام علیہ السلام علماء کے طلب کرنے سے پہلے جمعہ کی نماز کے لئے جانے کی تیاری میں تھے فرمایا کہ ہم آتے ہیں۔اور دوسرے چند سپاہی آئے (اور کہا کہ) جلد آیئے تو فرمایا کہ تیار ہوکر آتے ہیں پھر بہت سے لوگ آکر امام علیہ السلام کے کمر بند کا گوشہ پکڑ کر کہے کہ اٹھئے سرداروں نے بلایا ہے ہم آتے ہیں ہم آتے ہیں کیا جلد آیئے اس وقت امام علیہ السلام اللہ کے حکم سے اٹھکر چند قدم برہنہ پیر گئے تھے کہ ایک نقیب نے کہا کہ سردار کی نعلین لاؤ تو فرمایا کہ کیا برائی ہے بندہ خدا کے لئے ہزار میل برہنہ پیر آتا ہے۔نقل ہے کہ جابر سپاہیوں نے راستہ میں امام علیہ السلام کے صحابہؓ کو آپؐ کے ہمراہ چلنے سے روکا (اور کہا کہ) ہم کو تو صرف ایک ذات (مہدیؑ) سے کام ہے تم سب واپس ہوجاؤ تو پروانوں کی طرح یہ سب دیوانے اُس شمع رواں منور جہاں کی دوری اور غیر حاضری کی طاقت نہیں رکھتے تھے کسی نے سرکاری سپاہیوں کی بات کی پرواہ نہیں کی پس سپاہیوں نے غضب آلود ہوکر بعضے فقراء (صحابہؓ) پر بیجدی اور دست درازی کی اور حضرت امام علیہ السلام اپنی رحیمانہ خصلت اور بغیر کسی رنج اور تغیر مزاج کے چلتے ہوئے مسجد میں آئے اور مسجد میں بھی کسی

کی طرف توجہ نہ کر کے پہلی صف پر روبہ قبلہ بیٹھ گئے امام علیہ السلام کی اس بے التفاتی سے اُس مجمع کے علماء اور فضلاء سوختہ اور آشفتہ ہوگئے پس شہ بیگ آیا ایسی حالت میں کہ شراب پیا ہوا شیشے بھر کر ہمراہ لایا اس وقت کسی نے امام علیہ السلام سے عرض کیا کہ شہ بیگ ایک مرد جوان اور شراب میں مست آیا ہے پس بہتر ہے کہ اس سے نرم گفتگو کی جائے امام علیہ السلام نے فرمایا (ایسی حالت سے آیا تو) کیا ہوا جب اللہ تعالیٰ مستانِ دنیا کو اِس بندہ کے سامنے ہشیار کر دیتا ہے تو یہ پیشاب کی مستی کب تک رہے گی فی الجملہ شہ بیگ سب مجمع کو چھوڑ کر امام علیہ السلام کے روبرو [1] آ کر بیٹھ گیا اور علماء وفضلا نے بھی اس کے پیچھے آ کر جملۂ۔ اور بک بک کیا کر واس کے پڑھنے میں شاید تم غالب آ جاؤ۔ کی وصیت کے موافق شور وغوغا کیا سخت سخت گالیاں دیں۔ اور دین میں طعنہ کرتے ہوئے۔ کہا کہ آیا ہندی آدمی خود کو مہدیؑ سمجھتا ہے لیکن وہ نہیں جانتے تھے اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ کے دلاسا کے لئے فرماتا ہے کہ اور تیرا پروردگار کرتا ہے جو چاہتا ہے اور منتخب کر لیتا ہے اُن لوگوں کے ہاتھ اختیار نہیں۔ الغرض شہ بیگ نے کہا خاموش رہو۔ آخر ہم بھی تو سنیں کہ یہ مرد کیا کہتا ہے بعد ازاں جو چاہیں گے کریں گے۔ پس جب علماء وفضلا اپنے حاکم کے حکم کی بنا پر سر جھکائے ہوئے خاموش ہوئے تو حضرت امام علیہ السلام ملک العلام کے کلام کا بیان شروع فرمایا ایک آیت کا بیان سنتے ہیں شہ بیگ مست اور جاذب ہو کر نیم بسمل کبوتر کی طرح اُس مجلس میں لوٹ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اے سردار مجھے خطا ہوئی خدا کی قسم میں ایسا نہیں سمجھا تھا اگر ایسا جانتا تو میں خود بسر وچشم حاضرِ خدمت ہوتا اور اپنے سردار کے ساتھ گستاخی نہ کرتا پھر قدمبوس ہو کر عرض کیا کہ اے حضرت امیر میری خطا معاف فرمائیں اگر خوندکار معاف نہ فرمائیں تو ہمارا ٹھکانہ جہنم ہی ہے ہزار عاجزی زاری اور انکساری سے انہی کلمات کو دہراتا تھا اس عرصہ میں امام علیہ السلام نے ایک رکوع کا بیان فرمایا اُس پر کوئی توجہ نہیں فرمائی بعد بیان امام علیہ السلام نے اُس کا سر اٹھا کر اپنی گود میں لیا اور اس کی خطا معاف فرمائی پس شہ بیگ اپنے علماء وفضلاء کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ مہدیؑ کی خبر کیسی ہے؟ علماء نے جواب دیا کہ مہدیؑ کی خبر کو متواتر المعنی مانتے ہیں اور مجی مہدی حق ہے۔ شہ بیگ نے کہا کہ علماء سلف نے قرآن اور احادیث کی استنباط سے مجی مہدیؑ کا جو اقرار کیا ہے وہ یہی ذات ہے اٰمنّا و صدّقنا وگرنہ ہرگز نہ آئے گا پس حضرت امام مسجد سے واپس ہوئے شہ بیگ بھی اپنے ہاتھ پر امام علیہ السلام کا دست مبارک رکھ کر امام علیہ السلام کی منزل تک آیا تربیت ہوا اور قدمبوس ہو کر واپس ہوا۔ نقل ہے کہ اس کے بعد شہ بیگ نے ہر قسم کے طعام پختہ اور خام ہر قسم کے کچے اور پکے تازے میوے اور نیز نقد روپے اور سونا چاندی ہر روز لا کر مہمانداری کی حضرت امام علیہ السلام نے تین روز تک مہمانداری قبول فرمائی اور فرمایا کہ سنتِ مصطفےٰ ﷺ تین روز کی

---

[1] اس عبارت کے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ برائے نماز جمعہ کے معنی برائے مسجد جمعہ کے ہیں کیونکہ مظروف بول کر ظرف مراد لینا مجاز مرسل ہے۔

مہمانداری تھی وہ پوری ہوچکی اس کے بعد ہر چند کہ شہ بیگ نے (خدا کی راہ دینے کا) ارادہ کیا لیکن امام علیہ السلام نے قبول نہیں فرمایا۔نقل ہے حضرت امام علیہ السلام نے تھوڑے دنوں میں اُس مقام سے آگے جانے کا قصد فرمایا حالانکہ میرزا شہ بیگ معتقد خاص اور خدمتگار تھا اس نے چند روز ٹھیرنے کے لئے سعی بلیغ کی لیکن امام علیہ السلام نہیں ٹھیرے اور فرمایا کہ بندہ خدائے تعالیٰ کے فرمان کا تابع ہے حق کے فرمان کے بعد ہم ایک ساعت ٹھیرنے کی طاقت نہیں رکھتے جب شہ بیگ نے آنحضرتؐ کو خدائے تعالیٰ کے فرمان کے آگے بالکل بے عذر پایا تو پس مجبور ہوکر امام علیہ السلام کے گھوڑے کی رکاب پکڑا ہوا چار میل کا راستہ طے کرکے ہزار درد و الم اور بہت اندوہ غم کے ساتھ قدمبوس ہوکر وداع کیا۔نقل ہے کہ جب امام علیہ السلام نے شہر فرح میں نزول فرمایا یہ خبر شہر میں پھیل گئی کہ ایک سید ہند سے آیا ہے اور دعوئے مہدیت کرتا ہے وہاں کے عہدہ دار نے یہ خبر سنکر قہر اور حکومت سے آکر امام علیہ السلام کے صحابہؓ کے ہتیار طلب کئے انہوں نے نہیں دیئے اس زعم سے کہ اس قوم کے اوساف میں جو فسوف یاتی اللّٰہ بقوم یحبھم و یحبونہ کا وعدہ کیا گیا ہے کہ بجز خدا کے دوسرے اس کو نہیں پہچانتے اور کلام ملک علام سے کہا گیا ہے زبان مبارک پر حضرتؐ کی اس گروہ کے متعلق چار صفتیں مقرر ہیں جس میں سے ایک صفت کارزار جو رہ گئی ہے شاید اسی جگہ اس کا ظہور ہوگا، ہتیار نہیں دئے اس اثناء میں حضرت امیر علیہ السلام نے اپنی شمشیر حوالہ فرما کر فرمایا کہ تم بھی ہماری اتباع کرو پس عہدہ دار کے لوگ شمشیریں اور ان کے سوا جو کچھ صحابہؓ کی متاع تھی سب لے گئے اور ہر ایک صحابیؓ کے سر پر کمان کے گوشے اور چھڑیاں مار کر شمار کئے کہ ان تمام اشخاص کو علی الصباح ہم قید کریں گے۔ نقل ہے کہ اسی رات میں وہ عہدہ دار حضرت رسالت پناہ ﷺ کو خواب میں دیکھا فرماتے ہیں تو نے وہ بے ادبیاں جو میرے فرزند مہدیِ موعودؑ سے کی ہیں وہ سب میری ذات پر کی ہیں اور غضب میں آکر اس کے تخت کو زیروزبر کردیا اور اس کو تخت کے نیچے زمین پر ڈالدیا جب اس دہشت پُر وحشت سے ہوشیار ہوا تو خود کو مذکورہ طریق پر پایا ایسی حالت میں کہ درد شکم کی وجہ غم سے بھرا ہوا تھا گویا کہ موت کا وقت پہنچ گیا ہے۔اس کو وہاں سے اٹھا کر بہت کچھ علاج کئے کوئی افاقہ نہ پائے آخر الامر اُس عہدہ دار نے کہا کہ یہ وہی ثمرہ ہے کہ کل میں نے بویا تھا اب امامؑ کے حضور میں لے چلو کہ اُس امیرؑ کی جان لینے والی تیر کے لئے اُسکے ہاتھ کے بغیر کوئی تدبیر لایق نہیں تاکہ ہماری عاجزی کو دیکھ کر قصور معاف فرمائیں پس بصد عجز و زاری اور باہزار ملامت وخواری حضرت امام علیہ السلام کے دروازہ پر لاکر ڈالدئے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم کیا کریں اس کی کوئی دوا نہیں جانتے بندگی میاں نظامؓ نے عرض کیا کہ اس ذات عالی صفات کو خدائے تعالیٰ نے رحمت اللعالمین کیا ہے اس نادان پر بھی رحمت فرمائیں اس کے بعد آنحضرتؑ نے پانی کا پسخوردہ کرکے دیا جوں ہی پیا اسی وقت صحت پائی اٹھا اور قدمبوس ہوکر گزشتہ تقصیر کی معافی چاہی اور عرض کیا کہ کل حضرت کے خادموں کی جو چیز فوت ہوئی ہے فرمائیں تاکہ ان کی

تلاش کر کے لائی جائیں امام علیہ السلام نے فرمایا ہماری ملک سے کوئی چیز فوت نہیں ہوئی جو چیز ہم کو چاہیئے ہے یعنے دوست (خدا) کا ذکر اور اُس کے وصال کی فکر پس اُس عہدہ دار نے تصدیق کی اور تربیت ہو کر گیا۔ نقل ہے کہ چند روز کے بعد عہدہ دار مذکور نے اپنا احوال میر ذوالنون کے روبرو پیش کیا جو میرزا حسین بادشاہ خراسان کا نائب اور صاحب صوبہ تھا میر ذوالنون اس امر بزرگ کو سننے کے بعد تحقیق اور مدعاء مہدیت کے اظہار کے لئے حضرت امام علیہ السلام کی ملاقات کا ارادہ کیا اور کہا کہ اگر دعویٰ حق کی طرف سے ہے تو مہدیؑ کی جلالیت اور کمالیت کی روشنی ہم پر غالب آئے گی وگرنہ ہمارا شاہانہ دبدبہ اور مرتبہ ایسا نہیں ہے کہ کوئی جھوٹا اپنی قدر و منزلت سے ہماری سلطنت کے مقابلہ میں ٹھیر سکے پس بالضرور اپنے دروغ بے فروغ کا بدلہ پائے گا ایسی باتیں کر کے اپنے تمام لشکر کے ساتھ سوار ہوا۔ نقل ہے کہ حضرت امام علیہ السلام کے دائرہ میں بیٹھنے کے لئے نفیس جگہ آراستہ تھی لیکن حضرت امام علیہ السلام اپنے مکان کے سامنے صحن میں فقیروں کی جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ میر ذوالنون شوکت اور حکومت کے ساتھ گھوڑے دوڑاتا ہوا فقیروں کی جماعت امام علیہ السلام کے زانو سے زانو ملا کر بیٹھے لوگوں پر سے آنے لگا امام علیہ السلام نے فرمایا میر ذوالنون جہاں کہیں جگہ پاؤ بیٹھ جاؤ پس کمال دبدبۂ خاتم ولایت محمدی و جمال مظہر خاص ذات صمدی کے سبب سے زبان ہلانے کی طاقت اور قدم رکھنے کی توانائی نہیں رکھتا تھا اس سبب سے جہاں کہ تھا اسی جگہ زمین پر بیٹھ گیا اس کے بعد آنحضرتؑ نے قرآن کا بیان فرمایا جب ایک آیت کی مقدار بیان ہوا تو اُس وقت میر ذوالنون نے سوال کیا کہ میں نے حدیث نبویؐ میں دیکھا ہے کہ مہدیؑ پر شمشیر کام نہیں کر یگی۔ کہتے ہیں کہ حضرت امام علیہ السلام نے اس کو اپنی شمشیر دیکر فرمایا کہ آزماؤ۔ میر ذوالنون اسی وقت کھڑا ہو گیا اور بے تامل شمشیر کھینچ کر ہاتھ اٹھایا اور بہت کچھ چاہا شمشیر چلائے مگر اس کا ہاتھ ویسا ہی رہا ضرب پر نہ آیا اور اس کا منہ زرد اور سبز ہو گیا اور وہ بیہوش ہو کر گرا حضرت امام علیہ السلام نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ہشیار کیا ہوش میں آ کر پھر شمشیر اٹھائی دوسرے بار بھی ویسا ہی ہوا اسی طرح اور ایک بار اٹھائی اس کام کی تکرار تین بار کی آخر الامر شمشیر پھیک کر قدمبوس ہوا حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا ذوالنون آگ کا کام جَلانا ہے اور پانی کا کام ڈبانا ہے اور شمشیر کا کام کاٹنا ہے آنحضرت رسالت پناہؐ کے فرمان کی غرض وہ ہے کہ کوئی شخص مہدیؑ پر قادر نہ ہوگا اور نہ ہو سکے گا اس کے بعد میر ذوالنون نے تصدیق کر کے کہا کہ ہم مہدیؑ کے نوکر ہیں اور ہم مہدیؑ کے ناصر ہیں مہدیؑ کے روبرو شمشیر چلائیں گے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ مہدیؑ کا ناصر خدائے تعالیٰ ہے اپنے نفس پر شمشیر چلا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ مہدیؑ اور مہدویوں کے لئے کوئی جگہ اور مسکن اور مالوفات نہیں پس میر ذوالنون اطاعت قبول کر کے تربیت ہو کر واپس ہوا اور بہت تعظیم کے ساتھ ہر روز مہمانداری کی حضرت امام علیہ السلام نے تین روز کے بعد قبول نہیں فرمائی اور جب اس نے قبول کرنے کے لئے بے انتہا کوشش کی تو فرمایا کہ مصطفےٰ ﷺ کی سنت یہی سہ روزہ مہمانداری تھی

الغرض ان اخبار کے منتشر ہونے کے بعد اُس شہر کے علماء جو دور عالموں سے افضل تھے جمع ہوکر مہدیت کے باب میں حضرت امام علیہ السلام سے علمی بحث کی یعنی علم تفاسیر آیات قرآنی قانون احادیث اخلاق پیغمبراں اور علماء سلف وفضلاء خلف کی روایات سے ایک سال تک مباحثہ کیا پس تمام علماء کے لئے ہر جہت سے مقرر اور ثابت ہوا کہ یہی ذات حمیدہ صفات مہدیِ موعودؑ ہے پس ہر ایک عالم نے تصدیق کی ۔نقل ہے کہ میر ذوالنون نے علماء مذکور کے اجماعی اتفاق سے میرزا حسین بادشاہ خراسان کی خدمت میں عریضہ لکھا اس کے بعد تمام علماء کی خدمت میں عریضہ لکھنے کی درخواست کی تو علماء نے لکھا کہ ایک سید کامل زمانہ میں افضل راستہ دکھانے والا خاتم الرسل کے اوصاف سے موصوف ہند کی طرف سے آیا ہے دعویٰ کرتا ہے کہ خود مہدیِ موعود آخرالزماں ہے پس ہم تمام اہل علم جو اس شہر کے رہنے والے ہیں متفق ہوکر اس ذات عالی مثال سے ایک سال تک بحث کئے وہ علم کہ جس کی تحصیل میں ہماری تمام عمر صرف ہوئی امامؑ کے جہاں کو روشن کرنے والے آفتاب علم کے پرتو کے آگے برف کی طرح گھل گیا ہر علوم وفنون کی باریکیاں ہمارے زعم میں جو بحرِ بحار کی طرح نمودار تھیں اس سیادت پناہ کے افلاک علم کے نیچے ایک قطرہ کے مانند قدر وعزت نہ ہوئی اُس ذات انبیاء صفات کو کلام خدا کا تابع تام اور خاتم انبیاءؑ کے اقوال افعال اور احوال میں موافق پاکر اُس صاحب الزماںؑ کے آستانِ بلند پر سر رکھ کر تصدیق کر لئے اور وہ امیر کبیر ہمیشہ صاحب صلاح اور طالب فلاح رہے ہیں اور علی الخصوص ہمارے محسن ہیں بناءً علیہ یہ اخبار عالی شعار گوش ہوش تک پہنچائی گئی ۔علماء شہر فرح خداوند فرح کی جانب سے لکھی ہوئی اس ایمان کے پھل دینے والی خبر کے پہنچنے کے بعد کہ شہر فرح ہر علوم سے بھرا ہوا مشہور تھا اُن دنوں جو کوئی علوم کا طالب ہوتا فارغ التحصیل اُس شہر میں آکر علم حاصل فرماتا اسی سبب سے میرزا حسین نے ان کی شہادت کو معتبر جان کر خود امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا چونکہ وہ امیر کبر کبرسنی کی وجہہ سے جو سو سے متجاوز ہوگئی تھی نہایت ضعف حالی کو پہنچ چکا تھا اس کی درگاہ کے مقربوں نے عرض کیا کہ ایک ماہ سے زیادہ دنوں کا راستہ ہے سرکار کی اس ضعیفی میں اتنی مسافت کی آمد ورفت محال ہے لہذا التماس یہ ہے کہ تین چار اشخاص داناء افاضل کو روانہ کریں کیونکہ ان کی تحقیق میں شک وشبہ کی گنجائش نہ ہوگی جو کام کہ ہوگا ان کی رائے کے اعتماد پر ہوگا اگر یہ علماء اُس ذات کو دعوئے مہدیت میں صادق پائیں تو سرکار کو بلائیں گے وگرنہ یہ شور وغوغا وہیں ختم کردیں گے پس تمام اہل خراسان نے اپنے ملک میں چار شخص فضلاء جہاں وعلماء زماں وصاحب درایت وفراست دوانا ء دین ودیانت کو مقرر کیا کہ ہر ایک ان میں کا حدیث وتفسیر کا درس دینے کے قابل اور سلطنت وملک گیری کے لایق تھا ان علماؤں میں سے ایک کا نام ملاعلی فیاض اور دوسرے کا نام ملا محمد شیروانی تیسرے کا ملاعلی گل چوتھے کا نام ملا مخدوم ہے اہل خراسان کے مدعاء مذکور کے اطلاع کے بعد چاروں علماء کبار نے بادشاہ کے حضور میں عرض کیا کہ علماء فرح عالمانِ جہاں سے افضل ہیں جبکہ ان علماء نے تصدیق کر لی ہے

تو بالضرور انہوں نے امامؑ کو قرآن حدیث اور راویات علماء سلف کے موافق پایا ہے ہم بھی ان تینوں چیزوں کے سوائے کوئی دوسرا علم نہیں رکھتے لہذا ہم کو چاہیئے کہ بہت غور و فکر کے ساتھ کوئی چیز حجت قطعی کی لیجائیں تا کہ دعوئے مہدیت کی کسوٹی ہو یعنے کیا وہ دعویٰ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یا غیر اللہ سے یا اقسام کے علوم کی قوت سے ہے یا شطحیات کے مغالطہ سے۔ کیونکہ (یہ سوالات ایسے ہوں گے) ان سوالات کا جواب باصواب ہرگز کوئی شخص نہیں سے سکے گا مگر خدائے تعالیٰ کے حکم کی قوت سے پس بادشاہ نے اُس شہر کے تمام علماء کی کتابیں اور اپنا کتب خانہ عالموں کی ایک جماعت کے ساتھ اُن چاروں علماء کبار کے حوالہ کر کے دو مہینے کی مدت دی پس ان فضلاء نے ہر علم کی مشہور کتابوں سے اپنے کمال قوت تدبر اور جمال وقت تفکر سے چار بہترین سوال جن میں کا ہر ایک دعویٰ نبوت و رسالت کی کسوٹی تھا مقرر اور مشخص کئے اور میرزا حسین نے بھی ان بہترین سوالات کو بہت پسند کر کے فرمایا کہ پس تم نے دعویٰ کے مناسب اعلیٰ سوال پیدا اور ہویدا کیا ہے لیکن چاہیئے کہ بحث کی مجلس میں تمام لوگ ملا علی فیاض کے تابع رہیں بالفرض اگر کسی کو کوئی ضروری بات کہنی ہو تو کثرت عدالت اور آداب مجلس بحث کے لحاظ سے ملا کے کان میں ظاہر کرے لیکن خود نہ کہے پس خرچ سفر اور سواری کے جانور دیگر چار سو سوار کے ساتھ رخصت کیا۔ نقل ہے کہ ان علماء کے آنے سے پہلے فرح میں شور و غوغا اٹھائے کہ شہر ہریو کے علماء سوالات لا رہے ہیں اگر ان کا جواب باصواب ادا ہوا تو بہتر و گرنہ مہدویوں کے متبوع (مہدیؑ) کو قتل کرتے ہیں اور تمام پیروی کرنے والوں کو سزا دیتے ہیں اور شہر کے اند سزا دینے کا سامان تیار کرتے ہیں مثلاً لوہے کی کمانیں اور لوہے کے حلقے اور لوہے کی میخیں اور لوہے کے کڑاؤ اور اُن کے مانند۔ بعضے فقراء ان خبروں کو سنکر اور ایسی چیزوں کو دیکھ کر ڈرے ہوئے حضرت امام علیہ السلام کے روبرو عرض کرتے امام علیہ السلام فرماتے اگر تم راضی برضا اور خدا کی طلب کا دعویٰ رکھتے ہو تو کوئی خوف نہیں۔ صاحب فیض کے اس کلام سے ان کے دل سے تمام پریشانی۔ بکھیری ہوئی دھول۔ ہو کر ان کا حال مشکور ہو جاتا القصہ وہ علماء کرام امام علیہ السلام کے بیان کی مجلس میں جس وقت حاضر ہوئے۔ سننے لگے قرآن (ایک دوسرے سے) بولے کہ خاموش رہو پھر جب پڑھنا تمام ہوا تو وہ لوٹ گئے اپنے سوال کی جانب۔ پس ملا علی فیاض نے حشمت و اعزاز سے سوال اول شروع کر کے کہا سنا جاتا ہے کہ آپ خود کو مہدیِ موعودؑ کہتے ہو تو پس کہاں سے کہتے ہو؟ اُس خلیفۂ ماینطق عن الھوی نے اللہ کے حکم سے فرمایا کہ بندہ نہیں کہتا ہے خدائے تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ اے سید محمد تو مہدیِ موعود آخر الزماں ہے اس اثناء میں بعضے برادروں نے سمجھا کہ یہ علماء ظاہری ہیں علمی جواب چاہتے ہیں امام علیہ السلام کا یہ جواب ان کی نظر میں باصواب نہیں آیا ہو گا لیکن یہ علماء کرام کامل علم سے مہیا اور آراستہ تھے آپس میں ایک دوسرے کو کشادہ دلی سے دیکھتے تھے اس سبب سے کہ علم کلام میں پائے ہیں کہ **مہدیِ موعود کا رتبہ جملہ مرسلین سے ہے اور رسولؐ کا وصف وہ ہے کہ نہیں بات کرتا ہے اپنی خواہشِ نفس سے یہ تو وحی ہے جو**

اُس کو بھیجی جاتی ہے اس کو سکھایا ہے بڑے طاقت ورزور آور فرشتہ نے۔ مہدیؑ کی صفت میں جیسا کہ کہا فصوص میں اور اس کے شارح نے نصوص میں بیشک وہ لیا اسی معدن سے جس سے لیتا ہے وہ فرشتہ کہ وحی کرتا ہے بذریعہ اس کے رسولؐ کی طرف۔ بناءً علیہ ضرورۃً مہدیؑ کا دعویٰ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا۔

دوسرا سوال۔ پھر پوچھا کہ آپ کونسا مذہب رکھتے ہو اور کس مذہب پر ہو؟ اُس صاحب مذاہب وہُدیٰ نے خدا کے فرمان سے فرمایا کہ ہم مصطفیٰؐ کا مذہب رکھتے ہیں ہم کسی مذہب کے مقید نہیں ہیں۔ اس محل میں بعض لوگوں نے گمان کیا کہ یہ جواب بھی ان علماء کے عقیدہ وفہم کے خلاف محال نظر آیا ہوگا۔ اُن فہیم دانشمندوں اور سلیم زیرکوں نے سینہ کی کشادگی کے سبب سے آپس میں غور کیا کہ چاروں ائمہؒ صاحب اجتہاد ہیں اور ان کی شان میں اُمت کا اقرار ہے کہ مجتہد کبھی صواب اور کبھی خطا کرتا ہے اور مہدیؑ صاحبِ فرمان ہے اس کے کام میں اعتماد ہے کیونکہ (مہدیؑ کی شانمیں آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ) مہدیؑ میرے نقشِ قدم پر چلے گا اور خطا نہیں کریگا۔ پس ضرور ہوا کہ مہدیؑ خاص تابع ہوگا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ کہ کسی دوسرے کا۔

تیسرا سوال۔ پوچھا کہ آپ کس تفسیر پر بیان کرتے ہو؟ اس وارث کتاب اللہ مبین کتاب اللہ نے اللہ کے حکم سے فرمایا کہ ہم اللہ کی مراد بیان کرتے ہیں جو تفسیر اور اس کے سوائے اس بندہ کے بیان کے موافق ہو وہ صحیح ہے ورنہ غلط ہے یہاں بھی بعضے لوگوں نے جانا کہ مراد اللہ کا دعویٰ ان علماء کے نزدیک غیر ممکن اور ناجائز ہے کسی وجہ سے اُس بیان کی خوبی کو نہیں جانے لیکن ان چاروں اتم العلماء معلم الفقہاء فاضلوں نے ہدایت کیا اللہ ان کو ھُدٰی کی طرف۔ دلوں کی بیحد کشادگی اور سینوں کی نہایت مسرت سے ایک دوسرے کے درمیان نظر کیا بایں طور کہ ہر ایک تفسیر اور ہر ایک کتاب جو ہوگی مجتہدوں کی تصانیف سے ہوگی اور اجتہادی کلام مخلوط ہوتا ہے صواب اور خطا سے اور امام زماں جو صاحب فرمان ہے اس بیان خطا سے معصوم ہے پس ضرورۃً جو چیز امام علیہ السلام کے بیان کے موافق ہوگی صحیح ہے وگرنہ غلط اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے آنحضرتؐ کا فرمان پس پکڑے رہو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میری عترت میری اہل بیت کو پس تحقیق کہ وعترتی میں واؤ چاہتا ہے ایک ساتھ رہنے کو۔ آنحضرتؐ کے فرمان سے۔ اور (قرآن اور میری عترت میری اہل بیت) دونوں کبھی جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ آئیں گے حوض پر پکڑے رہو کتاب اللہ کے معانی کو ایسے معانی جو میری عترت کے ساتھ ہیں۔ پس اس معنی کے لحاظ سے مہدی اپنے زمانہ میں ساری عترت سے مخصوص ہے اس لئے کہ مہدی اللہ کی کتاب کا اکمل المفسر ہے مطلق لوٹا ہے فرد کامل کی طرف اس لئے کہ مہدی لیتا ہے معانی کو رسول اللہؐ کی روح کے مشاہدہ سے پس ہوگی تفسیر مہدی کی تفسیر رسول اللہؐ کی۔ الغرض علماء مذکور نے ان تینوں جوابات سے خوشحال ہو کر پھر تمام اُمت کے ایک مشکل امر محال کو پیش کر کے چوتھا سوال کیا کہ سنا جاتا ہے کہ آپ رویت اللہ کا دعویٰ کرتے ہو اور تمام خلق کو دیدار کی طرف بلاتے ہو پس وہ حق کا بینا ذات

مطلق کو دیکھنے والا بصارت کے ساتھ بصیرت پر بلانے والا بینائی کی قوت رکھنے والے چہرہ سے اس کے رب کی طرف دیکھنے والا اللہ کے علم اور اللہ کی تعلیم سے وہ قرآنی آیتیں کہ جن کی عبارت سے ایک جماعت کے لوگ رویت کا ثبوت پاتے ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ کا قول۔ پس جس کو آرزو ہوا اپنے رب کے دیدار کی تو چاہیئے کہ عمل صالح (ترک دنیا) کرے۔ اللہ تعالیٰ کا قول۔ جو شخص دنیا میں اندھا ہے پس وہ آخرت میں (بھی) اندھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول خبردار ہو جاؤ یہ لوگ (دنیا کے طالب) شک میں پڑے ہوئے ہیں اپنے پروردگار کے دیدار کی طرف سے آگاہ ہو بیشک اللہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور وہ آیتیں کہ جن کے اشارات سے ایک فرقہ نفی رویت کا گمان کرتا ہے مانند قول اللہ تعالیٰ کے اس کو نہیں پاسکتیں (ظاہری) آنکھیں اور وہ پاسکتا ہے آنکھوں کو۔ اللہ تعالیٰ کا قول۔ ہرگز نہیں دیکھے گا تو (ظاہری آنکھوں سے) اور ان کے مانند آیتیں پڑھ کر علمی قواعد سے کامل تطبیق جو اُن دونوقسموں کو شامل تھی دیکر از روئے شرع دار دُنیا میں خدائے تعالیٰ کے دیدار کو ثابت کیا اس طور پر کہ اُن داناؤں کے دل میں کوئی مشکل نہ رہی اور تمام محالات اُس ذات الٰہی درجات کے فیض کی برکت سے بکھیری ہوئی دھول کی طرح کافور ہوگئیں اس کے بعد (علماء کے جوابات ادا کرنے کے بعد) حضرت امام علیہ السلام نے علماء سے پوچھا کہ قاضی کتنے گواہ پر راضی ہوتا ہے تو انہوں نے کہا کہ دو معتبر گواہوں پر پس امام علیہ السلام نے اپنے سیدھے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا یہ لو مصطفیٰؐ حاضر ہیں خدائے تعالیٰ کے دیدار کی گواہی دیتے ہیں اور ایک گواہ بندہ ہے۔ اس وقت ملاعلی فیاض امام علیہ السلام کے نہایت بے دریغ فیض سے مست اور جاذب ہو کر اسی بات کی تکرار کرتے تھے کہ اے سردار ہمارے لئے یہی ایک گواہ (آپ کی گواہی) کافی ہے چونکہ ان علماء کبار کے سوالات کے چہرہ سے مشکلات کا غبار اٹھ گیا اپنے چہرۂ مقصود پرسود کو نمایاں پا کر امام علیہ السلام کے آستانِ بلند پر سَر رکھ کر تصدیق کر کے اٹھے۔ نقل ہے کہ امام علیہ السلام نے اپنے حجرۂ مبارک میں ان علماء کبار کے ٹھیرنے کی جگہ مقرر فرمائی چونکہ یہ علماء اپنی جگہ پر آئے تو دوسرے تمام علماء نے ملاعلی فیاض سے کہا کہ تمام واضح حجتیں اور روشن دلائل حضرت امیر جہاں تنویرؒ کی مہدیت کے ثبوت پر پا کر جان کو تسلی اور روح کو تسکین حاصل ہوئی اور ہر ایک جواب میں بے نہایت سیری اور بے انتہا مسرت میسر ہوئی لیکن ایک کام میں بہت افسوس اور بے شمار حسرت رہی یعنے جس وقت کہ حضرت امام علیہ السلام نے اپنی زبان گہر بار اختر نثار سے فرمایا کہ یہ لو حضرت مصطفیٰ صلوات اللہ علیہ کھڑے ہوئے ہیں جو کچھ چاہتے ہو پوچھو۔ اگر اس وقت کوئی چیز پوچھتے تو شاید کہ حضرت امامؑ کے فیض کی برکت سے حضرت رسالت پناہؐ کی روح پرفتوح کی آواز دلنواز سے مشرف ہوتے لیکن ہم کو بادشاہ کی جانب سے بات کرنے کی اجازت نہ تھی وگرنہ عرض کر کے اس خلعت اعلیٰ میں داخل ہوتے ملاعلی نے کہا ہمارے دل میں بھی یہی خیال آیا تھا لیکن اللہ کے فضل واحسان سے اُس خیال کے بعد ہی یہ القا ہوا جبکہ آنحضرتؐ کی روح پاک جسم کے ساتھ مرکب ہو کر اس جہان میں مثل بشر آئی تھی آپؐ کی اُس زمانہ

کی بات کو نوسو سال گذرے جہاں کے تمام علماء نے آج تک حل نہیں کیا اور یقین ہے کہ ہم آنحضرتؐ کی روح مبارک سے جو کچھ پوچھتے حضرت امامؑ کے صدقہ سے اس کا جواب پاتے لیکن اب بھی وہ روح تمام ارواح سے بلند اور خاکی آمیزش سے پاک ہے اگر ہمارا دل اُس منور الانوار کے کلام کو سمجھنے کی طاقت نہ رکھ کر شبہ کرتا تو پناہ بخدا بڑے فتور میں پڑ جاتے اسی اندیشہ سے دیدار کے مسئلہ کو آنحضرتؐ کی ارواح مبارک سے دریافت نہیں کیا حضرت امامؑ کی شہادت رویت پر اکتفا کیا (اس تقریر کو سنکر) ان تینوں فاضلوں نے ملاعلی فیاض کے فضل کا اقرار کرکے کہا کہ اے عزیز اسی تمیز کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تم کو ہم پر فضیلت دی ہے۔ الغرض نقل ہے کہ تین روز تک حضرت امام علیہ السلام نے ان علماء کی مہمانداری کی اور اس کے بعد علماء نے واپس جانے کی اجازت چاہی اور ملاعلی فیاض حضرت امام علیہ السلام کی صحبت میں رہنے کا ارادہ کرکے ٹھیر گئے ساتھیوں نے بہت کہہ کر کوشش کرکے کہا کہ آپ کو بادشاہ نے اپنا وکیل بنا کر مہدیت کی تحقیق کے لئے بھیجا ہے آپ پر لازم ہے کہ اس مدعاء اعلیٰ کی خبر بادشاہ کو پہنچائیں کہ یہ بات دین کے کاموں سے ہے حضرت امام علیہ السلام نے بھی فرمایا کہ تمہارے ان رفیقوں کی کوشش بہت ہے کیوں نہیں جاتے تو ملاعلی نے عرض کیا کہ جب یہ بات پایۂ تحقیق کو پہنچ چکی کہ یہی ذات مہدیِ موعودؑ ہے تو پس مہدیؑ کی صحبت فرض ہے یا نہیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں فرض ہے پس ملا نے کہا کہ کیا ضرور ہے کہ فرضیت کو چھوڑ کر فعل مباح کی ادائی کے لئے جائیں اُس کلام باصواب لاجواب کی بنا پر اُن تینوں عالموں نے میرزا حسین کے حضور میں جا کر عرض کیا کہ نقلاً عقلاً وجداناً قولاً فعلاً عملاً اور علماً ہر ایک وجہ اور ہر ایک علم سے تحقیق وتشخیص کی گئی کہ یہی ذات عالی درجات مہدیِ موعود آخر الزماںؑ ہے ہمارے پیغمبرؐ کے اُس صاحب کریم کے حق میں اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ اور بیشک تو تُو اعلیٰ درجہ کے اخلاق پر ہے۔ اور وہ تمام عالم میں معظم کہ خود فرمایا ہے کہ۔ میں تمام اخلاق کی بزرگیوں کو پوری کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ اس ذات عالی صفات کی تعریف میں فرمایا ہے کہ۔ مہدی مجھ سے ہے روشن پیشانی والا اونچی ناک والا پیوستہ ابرو والا بیشک وہ میرے نقش قدم پر چلے گا خطا نہیں کریگا۔ یہ تمام پیغمبرؐ کے اوصاف اُس ذات مصفا صفات میں کمال شجریہ اور جمال ثمریہ کے ساتھ دو چند پیدا اور ہویدا پائے جاتے ہیں اور جو صفت کہ تمام انبیاءؑ کی تعریف میں منحصر ہے اس زمانہ میں اس خاتم اولیاء کے صحابہؓ میں پھیلی ہوئی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں مبعوث ہوئے انبیاءؑ کبھی مگر واسطے فرار ہونے مخلوق کے دنیا سے خدا کی طرف الغرض بادشاہ نے بھی ان علماء کی شہادت کے کامل اعتماد پر حضرت امامؑ کی تصدیق کرکے امام علیہ السلام کے قدم دیکھنے کا ارادہ کیا لیکن بہت ضعیف تھا دس منزل آکر جان حق کے حوالہ کی۔

فصل ۔ میراں سید محمودؓ اور میاں سید خوندمیرؓ کے آنے اور ان کے بعضے فضایل کے بیان میں۔

نقل ہے کہ ایک روز مقام فرح میں میاں سید سلام اللہؓ بندگی میراں سید محمودؓ کو ایک خط لکھا کہ یہاں تمہارے باپ

کے صدقے سے صحابہؓ کو انبیاء رسل اور اولوالعزم کے مقامات عطا ہورہے ہیں حالانکہ تم لایق اور قابل اور ان مقامات کے زیادہ سزاوار ہو ہزار افسوس کہ تم یہاں حاضر نہیں ہو۔ حضرت امام علیہ السلام نے یکا یک دیکھ کر پوچھا کہ کیا لکھتے ہو کہا کہ ایک مکتوب میراں سید محمودؓ کو لکھا ہے جب طلب کر کے پڑھا تقریر مذکور سے اطلا پائی بہت کراہیت کر کے فرمایا کہ میرے گھر کا خداوند اور میرا وارث وہی ہے اس کو ایسا نہیں لکھنا چاہیئے اس کے بعد اپنی زبان حقیقت بیان سے لکھائے کہ ظاہری دوری کے سبب سے کوئی تعلق اور خوف نہیں اس لئے کہ تو ہم سے دور نہیں ہے اور ہم تجھ سے دور نہیں جس جگہ تو ہے وہاں میں ہوں اور جس جگہ کہ میں ہوں وہاں تو ہے بہر حال بندہ تجھ سے علیحدہ نہیں ہے کوئی فکر مت رکھ۔

نقل ہے کہ ایک روز بندگی میراں سید محمودؓ نے روزگار کی حالت میں معاملہ دیکھا کہ حضرت مصطفےٰ ﷺ اور حضرت مہدی علیہ السلام دونو حضرات آئے میراں سید محمودؓ نے رسول اللہ ﷺ کے قدمبوس ہونا چاہا لیکن دیکھا کہ وہ دونو بے مثال ذاتیں کمال صفات کے ساتھ ایک ہی ہیں دونو کی نورانی صورتیں اور قد وقامت میں کوئی فرق نہیں پایا کہ جس (فرق کی وجہ) سے پہچان سکیں اس اثنا میں حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ بھائی سید محمود رسول اللہ ﷺ کے قدمبوس ہو۔ اس وقت تمیز کر کے دونو کونین کے محبوب ثقلین کے ہادیوں کی قدمبوسی کی پس دونو حضرات دونوں جہاں اٹھانے والوں (مدد کرنے والوں) نے ہاتھ پکڑ کر کھڑا کیا اور فرمایا کہ بھائی سید محمود یہ جگہ تمہاری نہیں ہے جلد آؤ اس پر استوار گفتار کی بیحد تعظیم کی وجہ خواب سے ہشیار ہوے اور خود کو کھڑے ہوے پایا پس میراں سید محمودؓ دونو جمالی صفات کے غایت جلال عظمت اور نہایت کمال معرفت سے پھر بستر پر نہیں بیٹھے اسی وقت مما ئل شریف اور شمشیر لیکر گھر سے باہر نکل کر جنگل میں بیٹھ گئے اور یہ اپنا ماجرا اپنی بی بی مسماۃ بی بی کدبانوؓ کو کہلوا کر فرمایا کہ اب بندہ کے لئے ممکن نہیں کہ پھر گھر میں واپس آئے۔ نقل ہے کہ قرضداروں اور سپاہیوں کی تنخواہ کی وجہہ بہت متفکر تھے بی بیؓ نے آکر اپنے زیور کے تین چھوٹے صندوق جس میں تین قسم کا زیور غیر مکرر تھا سب کا سب بصد کوشش و آرزو پیش کیں اس کے بعد آنحضرتؓ اس کو خرچ کر کے تمام تقاضوں سے فارغ ہو گئے دیڑ سیر کی مقدار سونا باقی تھا اس میں سامان راہ سواری اور ایک دو منزل کا خرچ ہوا۔ نقل ہے کہ اس مقام میں بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے حضرت امام علیہ السلام کی تمام فتوح مع پندرہ سولہ گھوڑوں کے حضرت میراں سید محمودؓ کے حوالہ کر کے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے بندہ کی امانت کے بوجھ کو اپنے فضل وکرم سے ہم کو ہلکا کیا کہ ہم نے حضرت مہدیؑ کو یہیں پایا الغرض تمام راستہ میں فرح کو پہنچنے تک میراں سید محمودؓ کو ہر قسم کی تائید اور آپؓ کی ہر طرح کی خدمت میاں سید خوندمیرؓ کی جانب سے واقع ہوئی۔

نقل ہے کہ جب حضرت امام علیہ السلام کو میراں سید محمودؓ کے آنے کی خبر پہنچی تو امام علیہ السلام بہت خوش حال اور بشاش ہو کر ایک ساعت گھر میں آکر بیٹھتے پھر دروازہ کے پاس آکر پوچھتے کہ بھائی سید محمود کہاں ہیں اور کب آتے ہیں۔ نقل

ہے کہ بی بی بونؓ نے کہا کہ آج حضرت امام علیہ السلام کو پسر کے آنے کی بہت خوشی ہورہی ہے کہ گھر میں تھوڑی دیر قرار نہیں رکھتے اور عرض کیں کہ میرانجی مہدیؑ کو بھی پسر کے آنے کی اتنی خوشی ہوتی ہے امام علیہ السلام نے فرمایا ہاں اگر پسر پسر بنکر آتا ہے تو اُس کا باپ کیوں شادماں نہ ہو۔ المقصود جب کہ میراں سید محمودؓ دائرہ کے قریب ہوئے تو حضرت امام علیہ السلام بھی پچاس ساٹھ قدم کی مقدار استقبال فرما کر گود میں لئے۔ پس جاری ہوئے آنسو آنکھوں سے اور اُس فرزند دلبند کے حال پر یہ بیت پڑھی۔

دوست کی خاطر تمام عالم سے ٹوٹ جانا چاہیئے

ہاں دوست کے لئے دونو عالم توڑ سکتے ہیں

نقل ہے کہ ایک روز بندگی میراں سید محمودؓ نے حضرت امام علیہ السلام کے حضور میں عرض کیا کہ خدائے تعالیٰ ہمارے لانے پر قادر اور توانا تھا لیکن از روئے حکمت اگر بھائی سید خوندمیرؓ اُس سفر میں نہ ہوتے تو بندہ یہاں تک نہ پہنچتا۔ حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تعجب کہ یہ (میاں سید خوندمیرؓ) تمہارے حقیقی بھائی ہیں۔ نقل ہے کہ ایک روز حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا خدائے تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ ہم نے دو جوان شخصوں کو تیرے نزدیک برگزیدہ کیا ہے نیز ایک روز فرمایا خدائے تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ دو جوان سیدوں کو ہم نے برگزیدہ کیا ہے۔ نیز ایک روز ظہر کی نماز تمام ہونے کے وقت فرمایا خدائے تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے دو جوان سیدوں کو جو تیرے سیدھے اور بائیں جانب ہیں ہم نے برگزیدہ کیا ہے اس وقت بندگی میراں سید محمودؓ امام علیہ السلام کے سیدھے جانب تھے اور بندگی میاں سید خوندمیرؓ بائیں جانب تھے نقل ہے کہ ایک روز حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا حق تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ اگر میں کسی نبی اور مرسل کو نہ بھیجتا اور کسی کتاب کو نازل نہ کرتا تو ان دونوں اشخاص کے لئے ہمارے قرب میں یہی مقام ہوتا یہ دونو بے واسطہ تخصیص کئے گئے ہیں یہ محض ہمارا فضل اور ہمارا احسان ہے اور ہم نے ایسے دو شخصوں کو کسی نبی اور مرسل کو نہیں دیا ہے نقل ہے کہ بندگی میراں سید محمودؓ اور بندگی میاں سید خوندمیرؓ (امام علیہ السلام کے حضور میں) آنے کے بعد صاحب الزماںؑ کی زبان درفشاں سے اثناء بیان میں باریکیوں سے بھرے ہوئے سارے حقایق ظاہر ہونے لگے بناءً علیہ بعضے عزیزوں نے حضرت امام علیہ السلام سے عرض کیا کہ اس سے پہلے بھی آنحضرتؐ کے بیان میں تمام حقیقت باوجود شریعت وحدود طریقت ظاہر ہوئی لیکن جیسا کہ اِس زمانہ میں حقایق کا بیان دُرفشاں ہوتا ہے اس لئے پہلے کمتر تھا حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں کیوں نہو اس بیان کے حامل آگئے ہیں اب کس کیلئے رکھا جائے۔ نقل ہے کہ ایک روز امام علیہ السلام نے فرمایا بھائی سید محمود ہمارے بازو سے بازو ملا کر آمد و رفت مت کرو جس وقت کہ بندہ دروازہ سے آتا ہے تم دریچہ سے آؤ اس لئے کہ خدائے تعالیٰ غیور ہے ایک مراتب اور ایک مقام کے دو

شخصوں کو دار دنیا میں رکھنا روا نہیں رکھتا ہے البتہ ایک کو اس جہان سے اٹھالے گا۔نقل ہے کہ ایک روز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جس جگہ سے کہ بندہ قدم اٹھاتا ہے بھائی سید محمود وہاں قدم رکھتے ہیں یعنی ہمارے قدم بقدم ہیں اور نیز فرمایا کہ ہمارے اور بھائی سید محمود کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے مگر ایک نام کا یہ کہ بندہ مہدیِ موعو ہے اور بھائی سید محمود کو مہدیِ موعود نہیں کہا جاتا ایسی بہت سی نقلیں بندگی میراں سید محمودؓ کے فضل میں وارد ہوئی ہیں۔

نقل ہے کہ شہر سندھ کے مقام میں آیۃ فالذین ھاجروا الآیۃ (تو جن لوگوں نے اپنے دیس چھوڑے اور نکالے گئے اپنے گھروں سے اور ستائے گئے میری راہ میں اور لڑے اور مارے گئے) بیان کرکے فرمایا کہ ایک کارزار کی صفت رہ گئی ہے ماشاء اللہ بعد میں ہوگی کئی بار یہی فرمایا یہاں تک کہ فرح پہنچے اور بندگی میاں سید خوندمیرؓ آئے اس کے بعد حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا خدائے تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ یہ قاتلوا و قتلوا ہم نے تیری گروہ کے حق میں کیا ہے۔نقل ہے کہ اُس اثنا میں حضرت امام علیہ السلام نے کامل آرزو کے ساتھ بہت شجاعت اور نہایت قربانیت سے عرض کیا کہ اے بارِ خدایا چوتھی صفت بھی مجھ سے ہو۔یعنے جیسا کہ وہ تینوں صفتیں جو میرے اور میرے دعویٰ کے واسطہ سے اور میر طفیل سے میری ذات کے ساتھ گروہ سے ہوئیں چاہیئے کہ چوتھی صفت بھی مجھ سے ہو جواب آیا کہ ہمارے علم قدیم میں ثابت ہے کہ خاتم نبی اور خاتم ولی پر کوئی شخص قادر نہ ہوگا اور قتل نہیں کرسکے گا لہذا ہم تیرے بدلہ کو مبعوث کئے ہیں قاتلوا و قتلوا سے ہوگا بدلہ کے معنی یہ ہیں کہ چوتھی صفت جو قاتلوا و قتلوا ہے اس کے واسطہ سے وجود میں آوے اور اُس سے قایم ہو اور اُس سے قوت پکڑے اور اس کا خاصہ ہو اور اس پر (مہدیؑ کی) حجت ختم ہو پس وہ جملہ خواتم سے ہے اور چونکہ مصطفےٰ اور مہدی علیہما السلام کے خواص خاص ہیں اس لئے وہ دونو ایک ذات ہیں اسی طرح بندگی میاںؓ خاص ہائے مہدیؑ سے ایک خاص کی مقدار کے حامل ہوے اُس ذات کا حکم رکھتے ہیں نیز مہدیؑ خدا کے بینہ ہیں بندگی میاںؓ بھی خدا کے کلام سے بینہ ثابت ہوتے ہیں جیسا کہ خدائے پاک و برتر نے خبر دی ہے کہ۔تا کہ ہلاک ہووے وہ شخص جا ہلاک ہوا بینہ سے اور زندہ رہے وہ شخص جو زندہ رہا بینہ سے جیسا کہ مہدیؑ قرآن میں منصوص ہیں میاںؓ بھی منصوص ہیں کہ اس میں دوسرے دخل نہیں رکھتے ہیں اگر چہ مجی مہدیؑ بہت سی حدیثوں سے عیاں ہے میاںؓ کا ظہور بعض حدیثوں سے بیان ہوتا ہے جیسا کہ روایت کی گئی ہے ارطاۃ کی روایت سے جب کہ اس تفصیل وتوجیہہ سے بندگی میاںؓ کی ذات فضیلت پائی بلا محال اُس ذات عالی صفات (مہدیؑ) کا بدلہ ہوئی۔نقل ہے کہ اس بیان کو سننے کے بعد بندگی میاںؓ نے میاں یوسفؓ کی زبانی حضرت امام علیہ السلام کے حضور میں سوال کروایا کہ آنحضرتؑ کی یہ صفت عالیہ جس پر تمام ہوتی ہے اگر ہم کو معلوم ہوجائے تو حضرت امام علیہ السلام کی تعظیم کے بعد اس شخص کی بھی رعایت کی جائے پس جس وقت کہ میاں یوسفؓ نے حضرت امیر روشن ضمیر کی خدمت میں یہ تقریر عرض کی تو فرمایا کہ تم کو

اس بات سے کیا کام ۔ میاں یوسفؒ نے کہا کہ ہم نہیں پوچھتے ہیں یہ لیجئے میاں سید خوند میرؓ کھڑے ہوے پوچھتے ہیں اس کے بعد امام علیہ السلام نے آگے تشریف لا کر فرمایا کہ میاں سید خوند میرؓ کیا پوچھتے ہوانہوں نے بھی اپنی زبان سے یہ تمام مذکورعرض کیا پس امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کچھ تم پوچھتے ہو وہ تمہاری ذات سے ہوگا اس کے بعد بندگی میاںؓ نے بہت عجز وانکسار سے عرض کیا کہ ہم اس بار کو اٹھانے کے لایق اور سزاوار نہیں فرمایا کہ بندہ اپنی طرف سے نہیں کہتا ہے بلکہ خدائے تعالیٰ کا فرمان ایسا ہی ہوتا ہے پس لایق نالایق تمہارا صاحب (خدا) جانتا ہے جو کچھ کہنا چاہتے ہو خدا سے کہو۔ پھر فرمایا کہ یہ مجازی بادشاہاں کوئی کام اور کوئی بار جورکھتے ہیں تو کسی نالایق کے حوالہ نہیں کرتے پس حق سبحانہ وتعالیٰ جو حقیقی سننے والا دیکھنے والا اور جاننے والا ہے تم کو لایق اور قابل کر کے یہ بار رکھا ہے لیکن ہشیار رہو کہ یہ ولایت محمدیؐ کا بار ہے سر جائے اور کمر توڑے اور پوست کندہ کرے اور اس وقت یاری اور مددگاری اپنے خدا سے چاہو پھر فرمایا کہ اگر اُس روز ایک طرف تنہا تمہاری ذات رہے اور تمام عالم کے لوگ ایک طرف رہیں تو انشاءاللہ تعالیٰ تمہاری ایک ذات کے مقابلہ میں سب کے سب شکست کھائیں گے [1] یہ میری مہدیت کی آیت (حجت) ہے جیسا کہ بدر نبوت کی جنگ پیغمبرؐ کے لئے (حجت) تھی۔ نقل ہے کہ ایک روز بندگی میاں سید خوند میرؓ نے اپنا کوئی معاملہ حضرت امام علیہ السلام کے حضور میں لاکر عرض کیا اور بیہوش ہو گئے پس امام علیہ السلام نے گھر میں جا کر دو شمشیریں لائیں چونکہ بندگی میاںؓ ہوش میں آئے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ میاں سید خوند میرؓ یہ دونو شمشیریں لو انہوں نے عرض کیا کہ ایک شمشیر کافی ہے۔ حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ بندہ خدائے تعالیٰ کے فرمان سے گھر میں گیا اور خدائے تعالیٰ کے فرمان سے دو شمشیریں لائیں اور فرمایا کہ اب حق تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ سید محمد دونو شمشیر اپنے ہاتھ سے سید خوند میرؓ کو باندھ اس کے بعد بندگی میاںؓ کو کھڑا کر کے دونو شمشیریں اپنے دستِ مبارک سے ان کی کمر میں دونو طرف باندھیں اور ایسی بہت سی نقلیں بندگی میاںؓ کے فضائل میں آئی ہیں۔

نقل ہے کہ حضرت امام علیہ السلام نے ایک روز **ثم ان علینا بیانہ** کی آیت کے بیان میں ملا علی فیاض کو فرمایا کہ مفسران سلف نے یہ بیان کس پر رکھا ہے ملا علی فیاض نے عرض کیا کہ بعضوں نے کہا ہے کہ یہ بیان صدیقؓ کی زبان سے ہوا کیونکہ منصوص ہے **ثانی اثنین** سے اور بعضوں نے کہا ہے کہ عمر فاروقؓ کی زبان سے ہوا کیونکہ اس کا وصف حق و باطل کو بیان

---

[1] حضرت مجتہد گروہؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ۔ حضرت میراں علیہ السلام بندگی میاں سید خوند میرؓ را بفرمان خدائے تعالیٰ تیغ ولایت ذوالفقار عنایت کردند چونکہ درمیدان جنگ بدر نبوت ذات پیغمبر علیہ السلام بود ہمچنا در جنگ بدر ولایت حکم مہدی علیہ السلام بود الخ (ملاحظہ ہو محکمات مولفۂ حضرت مجتہد گروہؒ) حضرت مہدیؑ نے خدائے تعالیٰ کے فرمان سے ولایت کی تیغ ذوالفقار بندگی میاں سید خوند میرؓ کو عنایت فرمائی ہے جس طرح جنگ بدر نبوت کے میدان میں پیغمبرؐ کی ذات تھی اسی طرح بدر ولایت کی جنگ میں مہدیؑ کا حکم تھا۔

کرنے والا ہے اور بعض اس بات پر ہیں کہ عثمان بن عفانؓ کی زبان سے ہوا کیونکہ جامع قرآن ہے اور بعض اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت علیؓ اس بیان کو بیان کرنے والے ہیں کیونکہ (فرمان رسولؐ) میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے۔ علیؓ کے باب میں شاہد ہے اور پھر اختلاف کئے ہیں کہ چاروں صحابہ مصطفےٰ ﷺ کے زمانہ میں تھے پس ثــم کے معنی جو تراخی (دیری) کے لئے آئے ہیں درست نہیں ہوتے بعض نے کہا ہے کی حسن بصریؒ اور دوسرے تابعین کی زبان سے ہوگا پھر اختلاف کئے ہیں کہ علینا کی اضافت مصطفےٰ ﷺ یداللّٰہ کی اضافت کے مانند ہے یہ اضافت مصطفےٰ ﷺ کے سوا کسی دوسرے پر چسپاں نہیں ہوسکتی پھر یہاں ثــم کے معنی میں حیران ہوکر کہا کہ۔ اور اللہ کے سوا کوئی اس کا معنی نہیں جانتا۔ ایک جماعت کے لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ محشر کے دن عرش اعظم پ رتجلی فرما کر تمام اہل قیامت پر ظاہر ہوگا۔ جس دن کھول دی جائے گی پنڈلی اور ان کو بلایا جائے گا سجدہ کرنے کی طرف۔ مراد اسی سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اُس وقت اپنی بے کیف زبان سے قرآن کے معانی بیان کریگا اور تمام اہل قیامت سنیں گے حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ کچھ یہ وجہ کسی ایک وجہ سے راستی کے نزدیک ہے لیکن آج ہم اور تم جو بیان کرتے ہیں جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا ہے اور جس روز کہ خدائے تعالیٰ اپنے کلام کا بیان فرمادے اور کسی کو نفع نہ ہو یہ کیسے ہوگا چنانچہ خدائے پاک و برتر نے فرمایا کہ جس دن کچھ فائدہ نہ دے گی ظالموں کو (کافروں کو) ان کی عذر معذرت۔ بلکہ جس دن آجاویگا ایک نشان تیرے پروردگار کا تو نفع نہ دیگا کسی کو ایمان لانا۔ پس ملا علی نے کہا کہ اکثر مفسروں کا مفہوم اور ہماری دریافت اس سے بڑھ کر نہیں اب جو کچھ کہ اللہ کی مراد ہے آنحضرتؐ فرمائیں اس کے بعد حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا خدائے تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ۔ پھر ہم پر ہے قرآن کا بیان یعنے مہدیؑ کی زبان سے مراد ہے پھر فرمایا کہ یہ بیان مہدیؑ کی زبان سے ہوتا ہے پس ملا علی نے معمور و مسرور ہوکر کہا کہ یہ معنی حق اور درست ہیں اور ہر ایک وجہ سے تمام اعتراضات سے معرا اور مبرا ہیں اس کی تفصیل طوالت کے سبب سے نہیں لکھی گئی چنانچہ یہ بات پوشیدہ نہیں اس پر جس میں علمی مہارت ہے نقل ہے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اس بندہ کے روبرو تصحیح ہوتی ہے صحابہؓ میں سے ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ تصحیح کیا؟ فرمایا کہ جب ایک بادشاہ انتقال کرتا ہے اور اس کی جاے پر دوسرا بیٹھتا ہے پس تمام لشکر اس کے سامنے سے گذرتا ہے اور صحیح ہوتا ہے تو اس کو کیا کہتے ہیں کہا کہ کوئی تو اس کو عرض ولی کہتے ہیں اور کوئی آیا نہیں آیا بھی کہتے ہیں۔ فرمایا اسی طرح ہوتا ہے تین رات تین دن ہوے ہیں کہ بندہ کو فرصت نہیں ہر ایک نماز پوری ہونے کے بعد اسی وقت حق کا فرمان ہوتا ہے کہ اے سید محمد خلوت میں جا تا کہ جو ارواح باقی رہ گئی ہیں وہ بھی تیرے حضور سے گذریں اور فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے ان ارواح کو مجھ سے ایسا شناسا کیا ہے کہ ہر ایک کا نام قد و قامت رنگ اور رو جانتا ہوں بلکہ اُن کی تل وہ بھی پوشیدہ نہیں اور فرمایا کہ خدائے تعالیٰ ان ارواح کو میرے حضور سے چلا کر فرماتا ہے کہ

اے سید محمد یہ تیرے لوگ ہیں پس ہر ایک سے ایسا شناسا کیا ہے کہ اگر ان میں سے کسی کا پچھاوا دیکھوں تو اس کا ہاتھ پکڑ کر دیتا ہوں کہ یہ فلاں شخص ہے اور فرمایا کہ تمام اولوالعزم رسل تمام انبیاءؑ اور عالی درجات اولیاء کی ارواح اور آدمؑ سے اب تک تمام مونین اور مومنات کی ارواح بندہ کے حضور میں پیش ہوتے ہیں اس محل میں بعض اشخاص نے التماس کیا کہ جو کچھ تبلیغ رسالت اور امر معروف اور نہی منکر تھی ان میں کا ہر ایک بہ قدر امکان انتہا کو پہنچا کر دارِ دنیا سے جو آخرت کی کھیتی ہے گیا اور مقامات اخروی سے ملا اب ان کی ارواح کو پیش کرنے سے کیا غرض ہے حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کی ارواح حضرت باری تعالیٰ کی جانب سے مامور ہوئی ہیں کہ جس مخزن سے کہ نور حاصل کئے ہوا س محل سے مقابلہ کر کے تصحیح رکھواور فرمایا کہ فرمانِ خدائے تعالیٰ ہوتا ہے کہ جو شخص اس جگہ مقبول ہوا وہ اللہ کے پاس مقبول ہے اور جو شخص اس جگہ مردود ہوا اللہ کے پاس مردود ہے۔

فصل۔ اُن نقلوں کے بیان میں جو قبل رحلت اور وقت رحلت وارد ہوئی ہیں اور وہ معاملے جو رحلت کے بعد ظاہر ہوئے ہیں۔

نقل ہے کہ حضرت امیر صلی اللہ علیہ وسلم شہر فرح کی جامع مسجد میں آخری نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد تین رکعت وتر بھی ادا فرمائی ملا علی فیاض اس حال سے واقف ہوکر بہت زار زار ہو گئے کسی نے یہ خبر حضرت امام علیہ السلام کو دی فرمایا کہ ملا علی کیوں ایسے غمگین ہو گئے ہو ملا علی نے کہا اس سبب سے کہ آج ہمارے خوندکار نے نماز جمعہ کے بعد وتر بھی ادا کی ہے ایسا نہو کہ ہماری کم سعادتی سے عالی مقام خداوند کا آفتاب جہاں تاب غروب کے برج کی طرف رخ کرے اور ہم کو ظلمت تاریکی مہجوری اور بے حضوری میں چھوڑ جائے پس امام علیہ السلام نے فرمایا آیا نبوت پناہؐ نے بھی وتر ادا کی تھی ملا علی نے کہا صحیح احادیث سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاءؑ نے آخری نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد وتر ادا فرمائی ہے یہ تمام مذکور اثناء راہ کا تھا گھر کے دروازہ تک آئے حضرت امام علیہ السلام السلام علیکم کہکر گھر میں تشریف لے گئے نقل ہے کہ چار روز کے بعد حضرت امام علیہ السلام کو بخار آیا اور اس کی حرارت روز بروز بلکہ ساعت بساعت بڑھتی گئی اس حال میں کسی نے آپؑ کی ذاتِ مبارک پر چادر اُڑائی امام علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے ہٹا کر فرمایا مت اڑاؤ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے مہدی کو ظاہر کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ بندہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بغیر کوئی بات نہیں کہی ہوشیار ہو ہماری ہر ایک بات (بصورتِ خلاف ورزی) خدا کے حضور تمہاری دامن گیر ہوگی اور نیز فرمایا کہ جو لوگ مر گئے میدان سے گیند لے گئے اور یہ جو رہے ان بیچاروں کے سر پر مصیبت ہے۔ اور فرمایا ہے بار خدایا ہم نے ان سب کو تیرے حوالے کیا ہے اس اثناء میں تمام صحابہؓ سے نہایت زاری اور بیحد بیقراری ظاہر ہوئی بندگی میاں شاہ نعمتؓ نے دلِ پُر چاک اور جگرِ سوزناک سے دردناک نعرہ مارا بناءً علیہ

حضرت امام علیہ السلام اس حرارت اور اضطراب کی حالت میں اٹھ کر بیٹھے اور فرمایا کہ مجھ کو تکیہ دو بندگی میاں سید خوند میرؓ نے اسی وقت اپنے سینہ کا ٹیکا دیا پس امام علیہ السلام نے گریہ وزاری کے عمل کو منع کر کے فرمایا کہ کس لئے زاری کرتے ہو کہ محمد نبیؐ محمد ولیؑ کو فنا روا نہیں یعنے ان کا جسم شریف عنصر لطیف دوسروں کی طرح خاک در خاک نہیں ہوتا مگر تمہاری آنکھوں سے پس پردہ ہوتے ہیں اور فرمایا اگر روتے ہو تو اُس وقت کے لئے رو جب کہ خدائے تعالیٰ کی یاد تم سے چلی جائے اس وقت یہ بندہ تم میں نہ ہوگا اور فرمایا جب تک کہ خدائے تعالیٰ کی یاد تمارے درمیان رہیگی یہ بندہ بھی تمہارے درمیان رہیگا اور فرمایا جس وقت کہ یہ مالدار اور مالداری سے گمراہ شدہ لوگ دنیا کے ساتھی تمہارے پاس آمد و رفت رکھیں اور تمہارے ساتھ محبت کریں تو تحقیق کے ساتھ جانو کہ دین تم سے چلے گیا اور جب تک کہ یہ لوگ تم سے بیزاری اور نفرت رکھیں اور مخالفت اور عداوت کریں اور دکھ درد پہنچائیں تو تحقیق کے ساتھ جانو کہ تم میں دینداری اور ہمارا صدقہ ہے۔

نقل ہے کہ امام علیہ السلام نے ملک گوہرؓ کی طرف متوجہ ہو کر دوہرہ فرمایا کہ۔

اور فرمایا کہ ملک گوہر خدائے تعالیٰ نے دل کو پاک کرنے کے لئے بندہ کو بھیجا ہے کچھ قرار اور آرام مت لو اور فرمایا کہ بندہ کے صدقہ خواروں کی تمثیل یہی ہے مثل سُنار کے جو اپنے کام کے لئے انگیٹھی میں کولسے سلگاتا ہے ان میں بعض تمام سلگے ہوے ہیں اور بعضے نصف اور بعضے چوتھا اور بعض کچھ سلگے ہوئے ہیں اور بعضے قریب سلگنے کے ہیں اس تمثیل کو اس تفصیل سے بیان کر کے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ یہ سب تمام ہوں گے نقل ہے کہ پنجشنبہ کے روز پہر دن چڑھے ۱۹/ ماہ ذیقعدہ ۹۱۰ھ کو امام علیہ السلام نے آیت قل ھٰذہ سبیلی الأیۃ (کہدے کہ یہ میری راہ ہے بلاتا ہوں اللہ کی طرف بینائی پر میں اور میرا تابع پس پاک ہے اللہ اور میں مشرکین سے نہیں ہوں) کے کامل معانی اور مقصود بیان کر کے آخرت آیت میں فرمایا کہ خدا پاک ہے اور ہم دونوں جملہ مشرکین سے نہیں ہیں نقل ہے کہ اس محل میں بندگی میاں سید خوند میرؓ کے قلب مبارک میں ایک محال مشکل آئی بناءً علیہ بندگی میاں سید محمودؓ کے کان میں کہا کہ یہ مشکل امام علیہ السلام کے بعد کوئی ہے جو حل کریگا اس وقت حضرت امام علیہ السلام نے خود ہی فرمایا کہ جو شخص خدا کو مقید دیکھے وہ مشرک ہے۔ وہ محال مشکل جو پیدا ہوئی تھی امام علیہ السلام کے فرمان سے اسی وقت حل ہوگئی۔

نقل ہے اس کے بعد امام علیہ السلام نے بستر پر تکیہ کر کے سر سے پیر تک چادر مبارک اوڑھ کر فرمایا کہ مجھ کو کچھ قرار ہے چاہیئے کہ کوئی شخص مجھ سے بات نہ کرے۔ چونکہ ایک ساعت کے بعد بندگی میاں سید خوند میرؓ نے چادر میں ہاتھ ڈالکر دیکھا کہ حضرت امام علیہ السلام حکم ارجعی الی ربک الخ (لوٹ چل اپنے پروردگار کی طرف تو اُس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی) کو پورا کر کے سچی مجلس میں قدرت والے بادشاہ کے قریب چلے گئے پس بندگی میاںؓ نے حدیث ہم راضی ہیں

اللہ تعالیٰ کے حکم سے پڑھ کر کہا کہ ہم اللہ کی ملک ہیں اور ہم اللہ کی طرف لوٹنے والے ہیں۔اور بندگی میراں سید محمودؓ سے التماس کیا کہ اب اگر خوندکار تحمل فرما کر تصیحت اور تقویت دیں تو دین کی ترتیب اور حضرت امام علیہ السلام کی تجہیز و تکفین کی صورت بن سکے وگرنہ شور وغوغا بہت ہوگا اس کے بعد بندگی میراں سید محمودؓ نے اٹھ کر بسم اللہ کہکر حضرت امام علیہ السلام کے تخت کا پایہ اٹھایا اور فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے برگزیدہ بندہ پر چاہیئے کہ کوئی شخص بیقراری اور نافرمانی کا غوغا اختیار نہ کرے اور تمام مہاجروں نے جنازۂ شریف لے جا کر غسل دے کر ظہر کے وقت تک تیار کیا۔

نقل ہے کہ اُس زمانہ میں شہر فرح کے لوگ اور قصبۂ رچ کے رہنے والے ان میں کا ہر ایک کامل آرزو اور تمنا رکھتا تھا کہ حضرت امام علیہ السلام کا روضۂ معلیٰ اپنی زمین پر بنایا جائے اس سبب سے دونو میں بحث وتکرار ہو کر جھگڑے اور دشمنی کی نوبت پہنچ گئی اس وقت بندگی میراں سید محمودؓ نے دونو فریق سے ایسی جامع بات فرما کر فہمایش فرمائی کہ تم کو جھگڑے سے کیا کام یہ حضرتؑ بندہ کے خداوند اور ولی نعمت ہیں جس جگہ کہ بندہ چاہیگا رکھے گا اس کے بعد ایک چھوٹا باغ جو فرح اور رچ کے درمیان واقع تھا اس کے مالک سے خرید کر اس زمین میں رکھے۔

نقل ہے کہ تمام صحابہؓ کے مجمع میں بندگی میراں سید محمودؓ نے تعزیت کے لئے **وما محمد الّا رسول** (اور محمد تو ایک رسول ہیں) آخر تک **فاذکرونی اذکرکم** (تم تو یاد کرو مجھ کو میں تم کو یاد کرتا ہوں) آخر تک بیان کر کے وداع فرمایا۔

نقل ہے کہ میاں الہداد حمیدؓ نے دسویں روز کے عرس میں مرثیہ دلسوز جگر دوز ماتم اور پشیمانی میں جو حضرت خاتم ولایت محمدیؑ کی تعزیت کو شامل ہے مع تاریخ وسال و ماہ وروز وساعت تیار کر کے تمام صحابہؓ کے مجمع میں حضرت امامؑ کی قبر منور کے روبرو پڑھا اُن تحمید وثنا خوانی پُر افسوس و پشیمانی کی غزلوں سے بعضے یہ ہیں کہ۔

اس کی ذات جو من جانب اللہ رحمت ابدی تھی
افسوس ہے کہ ہماری بدبختی سے چلی گئی
اس کا خُلق جو حق کے خلق سے متصف تھا
افسوس ہے کہ خلق عرصہ تک اس سے مدد نہیں پائی
اس کی بات قرآن کے بیان کے بغیر بات نہیں کی
حق یہ ہے کہ وہ بیان ہم نے کسی سے نہیں سنا
اس کا فعل کہ خدا کے سوائے اس کو کسی کا واسطہ نہ تھا
افسوس ہے کہ کسی باپ یا بیٹے نے وہ کام نہیں کیا

اس کا دور جس نے زمانہ کو اولین پر فضیلت دی

افسوس کہ وہ چند ہی سال کا رہا

اس کا فضل جو خدا کی طرف سے تمام پیغمبروں پر ہے

خدا کے حکم سے حشر کے روز شفاعت کرنے والا ہوگا

صد افسوس وصد دریغ کہ حکم قضا سے

درد اس درجہ پر پہنچا کہ دل پر فنا کا وار لگا یا

حق کے پانچ حکموں میں جو اس کی زات حکم تھی

اس سبب سے اس کی وفات پنجشنبہ کو ہوئی

وہ خلق کو سچے مقام کی رہبری کرنے والا تھا

اس لئے اس کی ذات ماہ ذوالقعد میں وفات پائی

اس کا رخ جو دالضحیٰ کے انوار سے منور تھا

ضحیٰ کے وقت اپنی حیات ظاہری سے کوچ کیا

اس کی ذات شرع کی پشت پناہ تھی اور اس کا چہرہ دین حق تھا

اس لئے وہ ظہر کی نماز کے بعد مدفن ہوا

اس امام حق نے جو اپنی عمر سے دامن جھٹکا

خلق اس کی وفات کی وجہ اپنی جان سے آ یتیں جھٹکی

اسلام غریب ہوگیا اور بے برگ ہوا دین

جب اس کی توجہ نے آخرت کا ارادہ کیا

جان سے بے بہرہ اور دل سے بے اثر ہوگیا جسم

جبکہ تمام صفات حق رکھنے والی اس کی ذات نے منہ چھپائی

زمانہ کا انتظام قرب حق سے دور جا پڑا

جب وہ امام دہر قرب خلق سے بعید ہوا

اسکی رحلت کی تاریخ خراسان سے گن

لیکن اس کے خراسان میں دو سال رہنے کی عدد کو کم کر دے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے عدد (۷۸۶) میں ۔ طٰہٰ عم کے عدد (۱۲۴) کو ملادو تو تاریخ وصال ۹۱۰ ہجری نکلے گی ذوالقعد میں جو الف ہے اس کا حساب مت کر پس اس کی وفات کا مہینہ اور سال سمجھ لے ۔اور تاریخ نکالنے کے لئے روز پنجشنبہ کے عدد (۶۲۵) فرہ کے عدد (۲۸۵) لو تو ۔۹۱۰ھ تاریخ وصال نکل آئے گی

چونکہ آپؑ کی ذات پاک نے جہاں سے انتقال فرمایا

تو بھی آپ کی ذات کی طرح حق کو اختیار کر

جب اس کے دور میں عشق حق جہاں میں پورا ہوا

اس کے سال وفات کی تاریخ عشق تم ہوئی

نہیں نہیں حق تو یہ ہے کہ امام دین مرا نہیں ہے

بلکہ دین کا پیام دنیا سے انتقال کیا ہے

طالبان مولیٰ کے دلوں سے اس کا فیض کم نہیں ہوا

بلکہ امام دین کے حضور سے بھی زیادہ ہو گیا

جس نے اس کے فیض سے دودَم کی پرورش پائی

اس کا دَم شریعت طریقت حقیقت کے موافق چلنے لگا دین کے ہر ایک مقام میں

دین حق کے انتظام کیلئے امر حق سے آتا

نیز حق کی طرف گیا جب دین کا انتظام پورا ہو گیا

عشق کے اختتام پر دین کے ساتھ وہ زمانہ میں اایا

اور زمانہ سے واپس ہو گیا جب دین کا اختتام ہو گیا

وہ دینِ خدا کا چمن تھا اس کی آل اس کا پھل ہے

یہ پھل ترو تازہ رہے دین کے بادل کے پانی سے

وہ دینِ حق کا آفتاب تھا اس کے اصحاب تارے ہیں

آفتاب غروب ہو گیا اب دین کا نظام تاروں سے ہے

اگر ڈالی سے جڑ علیحدہ ہوگئی ہے تو زمانہ خدا کرے کہ ویسا ہی برگزیدہ رہے

آفتاب اگر تاروں سے جدا ہو گیا ہے تو خدا کرے کہ جہاں ویسا ہی پور رہے

اوراس کے مانند بہت سی غزلیں اُس سرورِ آفاقؑ ماتم میں اُس مکارم اخلاق کی تعریف واوصاف کے ساتھ کہی ہیں لیکن طوالت کے سبب سے یہاں نہیں لکھی گئیں۔

فصل۔ بندگی میراں سید محمودؒ کی خدمت میں تمام اصحابؓ متفق ہوکر رہنے اور بندگی میاں سید خوندمیرؒ کے گجرات کی طرف سفر کرنے اوران کے معاملاتِ محبت وعظمت کے بیان میں۔

نقل ہے کہ تمام اصحابؓ جیسا کہ حضرت امام علیہ السلام کی خدمت میں رہے اسی طرح میراں سید محمودؒ کے ساتھ اقوال افعال اوراحوال سے متفق ہوکر رہے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ نقل ہے کہ امام علیہ السلام کی روح پُرفتوح سے رحلت کے چار پانچ دن کے بعد دو تین بار کامل تاکید سادات کبیر بندگی میاں سید خوندمیرؒ کو معلوم کیا گیا کہ تم ملک گجرات کی طرف متوجہ ہونا کہ ہم نے جس کام کی نسبت تم سے کی ہے وہاں ظہور ہوگا پس بندگی میاںؒ نے یہ معاملہ سید السادات میراں سید محمودؒ سے عرض کیا آنجنابؒ اس طرح جواب باصواب فرمایا کہ جس چیز پر کہ آنحضرتؑ کی روح پرفتوح سے ماموروموکد ہوئے ہوکرو پس بندگی میاں سید خوندمیرؒ نے التماس کیا کہ اگر خوندکار بھی اس طرف تشریف لے چلیں تو بندہ کا مدعا وہ ہے کہ آقا کی رکاب کے ساتھ خدمت کرتا ہوا آئے بندگی میراں سید محمودؒ نے فرمایا جس جگہ امام علیہ السلام کی قبر مبارک ہے بندہ کی جائے پناہ اور مقام اسی جگہ ہے امام علیہ السلام کے حکم کے بغیر ہم کو دوسری جگہ سے کیا کام پس بندگی میاںؒ نے رخصت لیکر گجرات سے ہوتے ہوئے شہر نہروالہ میں قیام فرمایا ایک مدت کے بعد وہاں کے منکروں نے اخراج کیا پس قصبۂ سلطان پور میں جا کر رہے۔

نقل ہے کہ بندگی میراں سید محمودؒ تمام صحابہؓ کے اجماع کے ساتھ قبرِپُرسرور فایض النور کے قریب مقیم اور مجاور تھے کہتے ہیں کہ اصحاب اکرامؓ کے بعضے حجرے اب تک وہاں موجود ہیں الغرض ایک سال کے بعد حضرت امام علیہ السلام کی ارواح سے ایسا معلوم ہوا کہ بھائی سید محمود تم اب یہاں سے سفر کرو کہ اس زمین پر بلاء عظیم نازل ہوگی اس کے بعد میراں سید محمودؒ وہاں سے سفر کر کے دو سال کے بعد گجرات آکر بھیلوٹ میں قیام فرمایا۔

نقل ہے کہ جب حضرت میراں سید محمودؒ کے آنے کی خبر بندگی میاں سید خوندمیرؒ کو پہنچی خوش ہوکر اسی وقت بھیلوٹ گئے اور میراں سید محمودؒ سے ملکر ٹھیرنے کا ارادہ ظاہر کیا اور فرمایا کہ جب پانی آیا تیمّم برخاست ہوا پس میراں سید محمودؒ نے چند روز کے بعد فرمایا کہ آپ اپنے مقام پر جاوٴ بندگی میاں سید خوندمیرؒ نے جواب دیا کہ بندہ کے لئے میراںؒ سے علیحدہ رہنا

سزاوارنہیں اگر ہم خوندکار سے علیحدہ رہیں تو اس وقت ایسا ہوتا ہے کہ ہم حضرت امام علیہ السلام سے علیحدہ رہے اس کے بعد میراں سید محمودؓ نے بہت کوشش اور بے شمار دلداری کر کے واپس کیا نقل ہے کہ بندگی میاںؓ ایک مدت کے بعد بھی اپنے کل اہالیان دائرہ کولیکر آئے اور اپنے تابعینؒ کوفرمایا کہ بندہ میراں سید محمودؓ سے سویت لتیا ہے تم بھی لو کہتے ہیں کہ میراں سید محمودؓ نے پندرہ روز تک سویتیں دیں اور اس کے بعد خلوت میں بیٹھ کر بندگی میاںؓ سے فرمایا کہ جو کچھ حضرت امام علیہ السلام نے تمہارے حق میں فرمایا ہے اور جو بار کہ تمہارے سر پر رکھا ہے وہ سب آنحضرتؑ سے پورے طور پر اس بندہ کو معلوم ہیں پس ان امور کی تعمیل کے لئے بالضرور علیحدہ رہنا چاہیئے تا کہ اُس حاکم اعلی (امامؑ) کا حکم ادا کیا جائے پھر بندگی میاںؓ نے میراں سید محمودؓ کی مصاحبت کے لئے بہت عاجزی اور انکساری کر کے کہا کہ خدائے تعالیٰ قادر ہے جو وعدہ اپنے بندہ کی زبان سے کیا ہے جیسا چاہے گا ظہور میں لائے گا ہم کو ان امور میں چون و چرا سے کیا کام۔ پس میراں سید محمودؓ نے فرمایا کہ ہاں اس میں کوئی شک نہیں لیکن احکم الحاکمین کی حکمت قدرت کی مظہر ہے۔ جو کام کہ ظہور پایا وہ حکمت کے پردہ کے بغیر نہیں پس حکمت وہ ہے کہ تم علیحدہ رہیں تا کہ چند اشخاص کا دل تم سے بندھا ہوا ہو اور تمہارے کہنے پر اپنی جان و تن تمہارے سامنے نثار کریں اس طرح قتال کا بوجھہ جو تمہاری گردن پر ہے ادا ہوگا پس بندگی میاںؓ بہت سی یگانگی کی باتیں اور یک جہتی کے کلمے جو دل میں رکھتے تھے اُن میں سے بعض زبان پر لا کر خود کو میراں سید محمودؓ سے جو محبت اور آپؓ کی جو عظمت ہے ظاہر فرمایا اس کے بعد میراں سید محمودؓ نے فرمایا اس میں کیا تعجب ہے اس لئے کہ حضرت امام علیہ السلام جب کبھی ہم دونو کا ذکر فرماتے تو ہم کو اور تم کو جدا نہ گنتے بلکہ ایک روز امام علیہ السلام نے ہم سے فرمایا کہ یہ (بندگی میاںؓ) تمہارے حقیقی بھائی ہیں اور اس کے مانند جو کچھ فرمایا ہے ان تمام اشارات سے (ہم دونو کی) ایک منزل اور ایک مقام معلوم ہوتا ہے چنانچہ یہ بات ظاہر ہے اور فرمایا کہ ایک منزل کی مقدار پر ہمارے ہمسایہ رہو جس وقت کہ تمہارا آدمی آئے تو ایک روز میں ہمارے پاس پہنچے اور اسی طرح ہماری خبر تم کو بھی ایک روز میں پہنچے پس آنجنابؓ کی اشارات کی بنا پر بندگی میاںؓ موضع بھاوی پور میں قیام فرمایا جو موضع بھیلوٹ سے ایک منزل کے فاصلہ پر ہے اور ایک مدت کے بعد منتقل ہو کر موضع جھنجی واڑہ میں رہے۔

نقل ہے کہ حضرت امام علیہ السلام کے تمام صحابہؓ میں جو اختلاف کہ پیش آتا اور جو مشکل کہ ظاہر ہوتی بندگی میراں سید محمودؓ کے حضور میں آکر حل کرتے اور آنجنابؓ کے فرمودہ پر ہر ایک صحابیؓ کی خاطر جمعی ہوتی میراں سید محمودؓ کے دائرہ میں تمام مہاجرانِ مہدیؑ کا اجماع تھا مگر دو گھر تابعین کے تھے ایک میاں ولیؒ (مولف انصاف نامہ) اور دوسرے میاں عبداللہؒ۔ نقل ہے کہ بندگی میراں سید محمودؓ کی رحلت پر حضرت امام علیہ السلام کے تمام صحابہؓ کا اجماع حاضر تھا تمام صحابہؓ بیک زبان کہتے تھے کہ ہم نے میراں سید محمودؓ کے تمام اقوال افعال اور احوال کو حضرت امام علیہ السلام کے قول فعل اور حال کے موافق پایا اور

حضرتؓ کی رحلت پر جانا گیا کہ حضرت مہدیؑ نے اب ہمارے درمیان سے سفر فرمایا اور اسی طرح امام علیہ السلام کے تمام خاص و عام صحابہؓ نے بہت رنج اور بے شمار غم کیا اور کہا کہ ہم اللہ کی ملک ہیں اور ہم اللہ کی طرف لوٹنے والے ہیں یہی ہیں جن پر رحمتیں ہیں ان کے پروردگار کی طرف سے اور یہی لوگ ہدایت پر ہیں۔ اور بندگی میاں ملک جی مہاجرؓ نے چند ابیات جو بندگی میراں سید محمودؓ کے بعضے اوصاف پر مشتمل ہیں اپنے دیوان میں لکھا ہے۔

وہ معشوق فرزند کہ اس کا ہر ایک حکم

مضبوط رسی تھا دلوں میں ربط پیدا کرنے کے لئے

حق کے موعود مہدی کا فرزند بھی

حق کی مہربانی سے محمود اور مکرم بھی

شراب وصل سے جب وہ ہم پیالہ ہوا

حق کی طرف سے اس کی شاہد آیت من صلح ہوئی

چونکہ وہ مسلوک اور مجذوب تھا

اسی لئے وہ نبیؐ کی سیر سے منسوب ہوا

اس کی مہر مُہر کی طرح دلوں پر منقش ہونے والی

اُس کا حکم روح کی طرح سب پر جاری

شفقت کے فیض جاریہ کی بخشش سے

ایک ہی راہ راست پر ساتھیوں کو لیجاتا

اس کی قوم جو مانند عقد ثریا کے تھی

اس کے وصل حق نے اُن سب کو (دنیا طلبی سے) جلدی توڑ دیا

جب سے کہ وہ گیا ہے اہل زماں ایک ہی دُھن (اللہ کی دُھن) میں لگے ہوتے ہیں

جب سے کہ وہ گیا ہے اہل زمین بے قرار ہیں

اس کے الم سے جان و دل پر داغ ہے

اور اس کے غم سے جگر میں دندانے (زخم) پڑ گئے ہیں

امام ہمام کی روح مقدس پر تمام ارواح کی

جانب سے درود اور سلام اور تحیات ہوں

نیز آنحضرتؓ کی تاریخ وصال میں لکھا ہے کہ

نبی کے فرزند اور مہدیِ موعود کی آل

تخلقوا با خلاق اللہ سے موصوف

جب محمود جہاں سے گئے تو تاریخ شمارِ کر

نص قرآنی و من صلح مبشر بود سے

فصل۔ قتال کے آغاز کے بیان میں کہ حضرت امام علیہ السلام نے اپنے صحابہؓ کو اپنا فعل حوالہ فرمایا تھا اس ذات عالی صفات کی تعریف میں بھی حضرت مہریؓ نے چند ابیات اپنے دیوان بلند ایوان میں تحریر فرمایا ہے کہ۔

اگر وہ ہدایت کا قطب تارہ (ثانی مہدیؓ) غروب ہو گیا ہے

مخلوق کی نظر سے مانند قطب جنوبی کے

لیکن دوسرا چمکنے والا قطب شمالی (شاہ خوند میرؓ)

اپنے جمال سے افلاک اور بروج پر نمایا ہے

افلا کیوں کا سالک اسی کی رہنمائی سے گذرتا ہے

دلوں کے بروج میں جانوں کی سیر کرنے والا ہے

جنوب اور شمال کی ہر ایک سمت نے

اسی قطب ہدایت سے حسن و جمال پایا ہے

جب سے کہ وہ ولایت کا آفتاب (ثانیِ مہدیؓ) دنیا سے گیا ہے

ہدایت کے منصب پر یہ اپنے زمانہ کا آفتاب آ گیا ہے

یعنے وہ سید خوند میر ہے جو حضرت

ثانی اثنین (ابوبکرؓ) کا ہم پایہ ہے

جو سب سے زیادہ سفارش کرنے والا سخی اور زبردست علم والا افصی البیان

سب سے زیادہ بہادر اور دشمنان دین کے حق میں

قہار مومنوں کے مقابلہ میں حلیم اور صاحب ملاحت ہے

چونکہ وہ مجذوب اور مسلوک ہے اس اماعؑ کی وجہ سے اس لئے اسکو امام

ہمام کی ذات میں سیر حاصل ہے صاحبِ یقین علامہ اور (بارگاہ ایزدی)

صاحب رسوخ تمام اہل ظن کی باتوں کو منسوخ کر دیا

جو شخص اس کی فضیلت کا مخالف ہوگا

وہ امام جہاں (مہدیِ موعودؑ) کا مخالف ہے

خدا کے قرآن کی مبانی (آیات) کے نزول کے بعد

اللہ نے اس کو ملک معانی کی بادشاہت عطا کی

دعوت ہدایت پر قایم ہو گیا

اور بار ولایت کا حامل ہو گیا

اس بجلی کی صفت والے نص کی تیغ رکھنے والے کے ہاتھ نے

ہر چور کے جان و دل میں لرزہ ڈالدیا

اس نے اپنے لب شیریں سے جب امر حق کو بیان کیا

تو اپنے نطق مبارک سے دنیا میں غلغلہ ڈالدیا

اس کی باتیں پستی سے نکالکر روح کو بلندی کی طرف کھینچنے والی ہیں

اور اس کا پسخوردہ دل بیمار کو شفا دینے والا ہے

اے اللہ اس آبحیات کے قطرہ سے (پسخوردہ کے قطرہ سے) جو

شیریں دریائے فرات کے دہانے کا سمندر ہے

مہدیؑ کے پژمردہ دل میں ڈال کر

اس کی جان کو زندگی جاوداں عطا کر

تیرے عشق کے غم میں اس کا (مہدیؑ کا) طریق صرف شیفتہ رہنا ہے

پس تیرے صفات سے تو اس کو متصف کر

اہل زمانہ اس کرم سے آباد رہے

اہل زمین اس قدم سے آباد رہے

اہل زمانہ اس کے رخ سے پرنور ہووے

اوراہل زمین اس کے خط سے واقف اسرار ہووے

جانوں کا مقصد اپس سے رواں رہے

نقد دوعالم اس پر سے فدا ہوجائے

حاصل الامر بندگی میراں سید محمودؓ کی رحلت کے بعد بندگی میاں سید خوندمیرؓ چند روز شہر پٹن میں رہے جب وہاں سے اخراج ہوا تو ملک پیارہؓ نے راستہ میں آکر بہت کوشش کر کے موضع کھانبیل میں جواُنکی جاگیر تھی رکھا وہاں سے بھی مولویوں نے اپنے اُن لوگوں کو جو مالداری سے گمراہ ہوگئے تھے بہکا کر چھے بار اخراج کروایا محض اسی کی بات کے سبب سے کہ بندگی میاںؓ زبان سے کہتے ہیں کہ مہدیِ موعودؑ آئے اور گئے اور دل سے تصدیق رکھتے ہیں اس اثناء میں تین بار بادشاہ کا مقرر کردہ بڑالشکر آیا تھا اس آزار کے سبب سے بعضے صحابہؓ اور اکثر موافق معتقدین نے بہت اصرار کر کے بندگی میاں سید خوندمیرؓ کو کھانبیل سے موضع بھولارہ میں لاکر رکھا۔

نقل ہے کہ ایک روز بندگی میاںؓ چھوٹے دستر پر کھانا کھا رہے تھے اُس وقت کسی نے خبر لائی کہ فلاں رنگریز مصدق جو شہر احمدآباد میں تھا وہاں کے ظالم حاکمون نے محض مہدیِ موعودؑ کی تصدیق کی عداوت کے سبب سے اُس رنگریز مصدق کو قتل کیا۔

نقل ہے کہ بندگی میاںؓ نے اسی طرح کھانے سے ہاتھ اٹھالیا اور دروازہ کے پاس آکر دریافت کیا کہ اُس (مصدق) نے اپنی جان کس طور پر دی جو شخص کہ آیا تھا کہا کہ کامل قوت استقامت اور غلغلہ عشق ومحبت کے ساتھ اپنی عزیز جان امام علیہ السلام کے نامِ مبارک پر بے دریغ شمشیر کے حوالہ کی جس قدر کہ ملعون ظالموں نے مار پیٹ کی کوئی جواب نہیں دیا مگر یہی کہا کہ۔اور جو شخص کہ انکار کرے مہدیؑ کا خواہ کسی فرقہ سے ہو پس وہ دوزخ اُس کا ٹھکانہ ہے۔پس بندگی میاںؓ نے اُس رنگریز مصدق کی جاں سپاری کے طریق پر شکر کر کے اپنے دینی بھائیوں سے مشورت چاہی کہ کیا کرنا چاہیئے۔سب نے کہا کہ جو کچھ آقا کے قلب مبارک میں آے وہی سب سے بہتر ہے پس فرمایا کہ ایک رقعہ لکھ کر بادشاہ کے معتمد تخت شاہی کے مددگار جو زمانہ کے عقلمند اور مترفان دنیادار ہیں کہ سلطنت کا کوئی کام ان کی اطلاع کے بغیر صادر نہیں ہوتا ان کے گوش گذار کرنا چاہیئے پس دیکھتا ہوں کہ یہ لوگ کس جواب سے پیش آتے ہیں اور کونسی تقریر ظاہر کرتے ہیں۔

نقل ہے کہ رقعۂ شریف کا مضمون یہ تھا کہ عورتوں اور بچوں کے ساتھ خدا کی بندگی کرنے والی فقیروں کی گروہ خدا کی خوشنودی چاہنے والی ذات مطلق (خدا) کو ڈھونڈھنے والی اِس گروہ کا ہر شخص شرع کا پابند دنیا سے پرہیز کرنے والا اللہ پر

بھروسہ رکھنے والا گوشہ نشین تارک دنیا طالب خدا تمام اوصاف حسنہ سے موصوف بلکہ صحابہؓ نبیؐ کی صفات سے متصف اگر کوئی شخص اس گروہ کے اشخاص میں سے کسی پر بلاسبب شرعی قتل اور اخراج کا حکم کرے تو اس کا حکم کیا ہے۔ یہ سب دنیا کا دبدبہ رکھنے والے بادشاہ کے معزز اور واقفکار تھے متوجہ ہوکر رقعہ کی پشت پر لکھے کہ یہی حکم حکم دینے والے پر پڑھتا ہے اس حکم سے کہ قتل کروا ایذا دینے والی چیزوں کو ایذا اسے پہلے۔

نقل ہے کہ بندگی میاںؒ نے ان کا جواب پہنچنے کے بعد مقتول کا بدلہ لینے کے لئے چار جانباز سوار کو مقرر فرمایا ان جوانمردوں نے رخصتی قدمبوسی حاصل کر کے عرض کیا جس وقت کہ ان خدا کے دشمنوں کو۔ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ وہیں رہیں گے پہنچادیں تو پھر ہم کس راستہ سے آئیں۔ ان کو قتل کرنے کے بعد بادشاہ کا مقرر کردہ لشکر ہمارا تعاقب ضرور کریگا اگر فرمائیں تو اسی راستہ سے آتے ہیں وگرنہ دوسری طرف سے آتے ہیں پس اُس امیر کبیر اشجع جہاں گیر بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے فرمایا ملک گوہر شہ کیا بندہ چوری کرواتا ہے باجود نقاروں بڑے لشکر اور مست ہاتھیوں کے ساتھ بندہ کی طرف آؤ پس یہ شیر مرد اُن منکروں کے پیشواؤں کو جو اِس جماعت مہدویہ کے قتل کا فتویٰ دیا تھا جبار جہاندار کے حکم۔ پس کفر کے پیشواؤں سے قتال کرو۔ سے ان کو قتل کر کے بندگی میاںؒ کے نزدیک موضع بھولارہ میں آے اور جو مقرر کردہ لشکر ان کے درپے تھا کھانبیل میں جاکر مسجد اور فقیروں کے گھروں اور حجروں کو جلا کر گیا۔

نقل ہے کہ اس حادثہ کے واقع ہونے کے بعد بندگی میاںؒ پھر کھانبیل میں آکر ایک رقعہ شہر چاپانیر میں لکھا کہ۔ اجازت ہے اُن کو جن سے (کفار) لڑتے ہیں اس لئے کہ ان پر ظلم ہوا اور بیشک اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ پس اسی طرح سلطان مظفر بےظفر جو لشکر کہ خاص الخاص سخت لڑائی والا تھا بندگی میاںؒ کی طرف روانہ کیا۔ جو بیس ہزار بادشاہی لشکر سلاح پوش آلات جنگ کے استعداد سے مستعد اور اٹھارہ مست و دلیر ہاتھی اور آٹھ ہزار پیادے حبشی رومی اور فرنگی بیخوف لڑنے والے اور چالاک بادشاہ کی طرف سے دوسرے راستہ پر مقرر ہوے اور کہتے ہیں کہ بہت سے ترکش بند گمراہ ناواقف اپنی جاگیر سے نکل کر فی سبیل اللہ قتال کے زعم سے گمراہ لشکر کے مددگار ہوے۔ نقل ہے کہ جب بندگی میاںؒ نے اپنے فرزند دلبند کو صورت اور سیرت میں اعلیٰ پایا چودہ سالہ عمر میں صاحب کمال تھے نام مبارک میاں سید جلالؒ تھا نذر کیا کہ خدا کی رہ میں مہدیِ موعودؑ کے نام پر ان کو ہم قربان کریں گے۔ کہتے ہیں کہ ان کی پرورش بھی ناز و نعمت کے اہتمام سے فرمائی۔

نقل ہے کہ جس روز شہر جالور میں فرزند مسعود میاں سید محمود نبسۂ مہدیِ موعودؑ پیدا ہوے بندگی میاںؒ نے تمام مردوں اور عورتوں کے مجمع میں اپنی زبان گہر نثار دربار سے فرمایا کہ جس نے مہدیؑ کو نہیں دیکھا اس چھوٹے نیک بخت بچے کو دیکھے کہ تمام آسمانوں میں ممدوح اور محمود ہے۔ پس رکھی جائے گی قبولیت اس کے لئے زمین میں بھی آخر زمانہ میں۔ بندگی میاںؒ کو

ان سے کامل الفت اور دلبستگی تھی جو تقریر اور تحریر میں سما نہیں سکتی ایک روز میاںؒ نے فرمایا کہ جیسا کہ یوسفؑ یعقوبؑ کیلئے تھے اسی طرح سید محمود اس بندہ کے لئے ہیں۔ نقل ہے کہ ایک روز حضرت واحد الاحد (خدا) کی طرف سے بہت رشک سے اطلاع کی گئی کہ آیا تو ہمارے سوا دوسرے سے محبت اور الفت رکھتا ہے کیا نہیں جانتا کہ میں غیور ہوں لہذا بندگی میاںؒ نے خوف اور پرہیز کر کے فرزند سے نظر اٹھالی پندرہ مہینے کے بعد بندگی میاںؒ کے لئے فرزند کی محبت کا جوش کم ہو گیا اور اس مقام سے نکل کر آگے بڑھے اس وقت فرمایا کہ سید محمود کو سامنے لاؤ اور دست مبارک ان کے سر پر پھیر کر فرمایا کہ بی بی عائشہؓ تم ہمیشہ ہماری وصیت [۱] کے لئے التماس کرتے ہو کہتے ہو کہ تمام بندگانِ خدا نے اپنے گھر والوں کو وصیت کی ہے حالانکہ قتال کا زمانہ قریب پہنچ گیا ہے اور آپ ہم کو کوئی وصیت نہیں کرتے۔ پس میری وصیت وہ ہے کہ میاں سید محمود کو مہدیؑ کا فرزند جان کر خدمت کرو اور جو شخص کہ اس کے سر پر محبت کا ہاتھ رکھے اور یا ایک کوزہ ٹھنڈے پانی کا دے اور یا جو شخص کہ اس کے ساتھ محبت کی بات کرے انشاء اللہ اس کی جزا اللہ کے پاس دکھاؤں گا الغرض جس وقت کہ بندگی میاںؒ کو اس بڑے لشکر کے مقرر ہونے کی خبر پہنچی فرمایا جو شخص میرے پاس خبر لائے کہ وہ لشکر موضع کری سے آگے آ گیا ہے تو میں اس کا منہ شکر سے بھر دوں گا۔ نقل ہے جس وقت کہ لشکر کے آنے کی یہ خبر عاشق ذوالجلال شہید باکمال پروردۂ جمال میاں سید جلالؒ نے دوڑ کر بندگی میاںؒ کے روبرو خوش خبری لائی کہ لشکر موضع کری سے آگے آیا ہے اسی وقت بندگی میاںؒ خوش ہو کر اپنے دست مبارک سے ان کا منہ مصری سے بھر دیا جب لشکر دو میل کے فاصلہ پر پہنچا دائرہ کے فقرا (تارکان دنیا طالبان خاد) بہت خوش ہو کر جنگ کی تیاری شروع کی جیسا کہ کوئی شخص عید اور میزبانی کی خوشی مناتا ہے۔ نقل ہے کہ اس وقت میاں کبیر نے شوق شہادت سے مست و جاذب ہو کر بندگی میاںؒ کے حضور میں عرض کیا کہ ظالمین نزدیک آ گئے ہیں اگر خوندکار کی رضا ہو تو آگے بڑھ کر شہید ہوتا ہوں اس کے بعد بندگی میاںؒ نے فرمایا جلدی مت کرو کہ ہم اور تم ملکر خدا کے دشمنوں سے جنگ کریں گے پھر میاں کبیر نے التماس کیا کہ میرے ہاتھ میں کوئی ہتیار نہیں ہے اگر ایک شمشیر عنایت ہو تو بہتر ہے بندگی میاںؒ نے فرمایا کہ ظالموں [۲] کی شمشیریں لو اور ان کی پشت پر مارو اس وقت کسی نے عرض کیا کہ خدا اور رسول و مہدی علیہما السلام کی تاثیر سے خوندکار تائید دیئے گئے ہو لیکن بعض فقراء اس امر عظیمہ (جنگ) کا پیشہ نہیں رکھتے ہیں بلکہ ان کے آبا و اجداد میں بھی اگر کسی نے شمشیر برہنہ دیکھی تو بے تاب ہو کر گر پڑے ایسے اشخاص سے اس کام کی استقامت کس طرح ظاہر ہوگی۔ بندگی میاںؒ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ حضرت مہدیؑ کے صدقہ سے یہ جنگ عظیم سوا نو بجے تک چشم سر سے خدا کی بینائی کے ساتھ ہوگی اس طرح ان کی استقامت

---

[۱] حضرت شاہ خوندمیرؓ کی دو بی بیاں تھیں بی بی فاطمہؓ بی بی عائشہؓ (از تاریخ سلیمانی)۔

[۲] والکفرون هم الظلمون ۔ (جزء۳، رکوع۲)۔ اور جو لوگ کفر کرتے ہیں وہی ظالمین ہیں۔

اس امر شریف پر ہوگی نقل ہے کہ بعضے موافقین اور احباب نے جو قتال سے روکنے کے لئے آئے تھے عرض کیا کہ ظالموں کا لشکر بہت ہے اور مسلم فقیروں کا مجمع تھوڑا ہے کوئی مقابلہ نہیں ہے فرمایا کہ اُن کی کثرت اور ہماری قلت کیسی اور کتنی ہے کہا کہ آٹے میں نمک کی طرح بندگی میاںؓ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ مہدیِ موعودؑ کے صدقہ سے نمک نمک رہے گا اور آٹا ڈھونڈھنے سے بھی نہیں ملے گا۔

نقل ہے کہ بروز چہارشنبہ ۱۲/ماہ شوال المکرّم ۹۳۰ھ میں جب بندگی میاںؓ شمشیر باندھ کر گھوڑے پر سوار ہوئے میاں سید محمودؓ آکر بندگی میاںؓ کے گلوی مبارک سے لپٹ گئے اس وقت ملک اعظم ملک حمادؓ جو محبت کے سقف اور جانبازی کے محل کے ستون تھے کہا کہ میاں جی باہر جانوروں کی نگرانی کرنے والا عرض کرتا ہے کہ اونٹ بنڈی کے بیل اور میاں سید جلال کے بکروں کے متعلق کیا حکم ہوتا ہے تو فرمایا اے ملک حماد مشہور قول ہے کہ گھوڑا بیچد یا سواس کو دانہ کی کیا فکر۔ فرمایا کہ ہماری جان تن اہل وعیال اور جو کچھ مال ومتاع ہے یہ سب حضرت امام علیہ السلام کے حضور میں اللہ کو سونپ دئے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے ہاتھ سے ہم سے قبول فرماکر پھر ہم کو بطور امانت کے دیا ہے اب حق تعالیٰ کی امانت حوالہ کرنے کا وقت ہے کس طرح کوئی چیز اٹھا رکھیں اگر کوئی شخص میری ایک کاڑی پر نظر بد کریگا خدا کو جواب دیگا اس کے بعد یہ کبت اپنی زبان درفشاں سے پڑھی۔

بلی راجہ نے اپنا عہدہ سرپر اٹھالیا کورو نے ایفای عہدہ کیلئے اپنا شاہی خاندان برباد کردیا۔

راجہ کرنا دیت نے اپنی زبان کا پاس رکھا اور پانڈو کے خاندان نے اپنا وعدہ پورا کرنے کے لئے سلطنت چھوڑ کر جنگل میں رہنا اختیار کیا۔ راجہ ہری چند نے زبان کی پاسداری کی خاطر مہتر کے گھر پانی بھرا۔ سری رام نے وعدہ وفائی کی جس کی وجہ سے اس کی حکومت بھی شن کو دیدی گئی۔ جو شخص زبان سے وعدہ کرلینے کے بعد وعدہ خلافی کرے تو اس کو چاہیئے کہ اپنی زبان کاٹ ڈالے۔ جان اور سر جائے تو جائے مگر اقرار سے نہ پلٹے۔ نقل ہے کہ اُس اثناء میں عین عطیۂ ذوالجلال رابعۂ ثانی مریم مکانی عرفاء جہانی فضلاء زمانی مکرمۂ یزدانی بی بی خوندبوا[1] رفع اللہ قدرہا واعلیٰ درجتہا نے التماس کیں کہ دائرہ کی بہنیں بہت عاجزی اور بے شمار انکساری سے عرض کرتی ہیں خدائے تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر تمام جگہ فضل اور افزونی دی ہے چنانچہ فرمایا ہے کہ۔ اور مردوں کو عورتوں پر فوقیت ہے خصوصاً معاملہ کارزار پُر افتدار میں پس کیا ہی نقصان اور برائی ہے ہماری قسمت کی کہ ہمارے خوندکار کے صدقہ سے یہ جزا خاص عوام پر اس مشہد معلّی میں پہنچنے والی ہے ایسا نہ ہو کہ ہم اس بے بدل جزا سے دور اور محروم رہیں اُس فالذین ھاجروا و اخرجوا و اوذوا کی پیروی کرنے والے امام علیہ السلام کے مقتدی

---

[1] بی بی خوندبواؒ حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی ہمشیرہ ہیں۔ (ملاحظہ ہو تاریخ سلیمانی گلشن ششم چمن اول)۔

اوراُس قاتلوا و قتلوا کے میدان میں قتال کرنے والوں کے امام نے فرمایا کہ تم ایک مٹھی مٹی اور ایک پتھر کا ٹکرا اور گھاس کی کاڑی اُن بے خوف ظالموں کی طرف ڈالو انشاء اللہ تعالیٰ فی سبیل اللہ شہیدوں کے زمرہ کی جزا میں لکھے جاؤ گے۔ پھر عرض کیں کہ تمام بیچاری بہنیں عرض کرتی ہیں کہ اگر ظالمین ہم پر غالب ہوجائیں تو ہم کیا کریں۔ فرمایا کہ ان کے حکم کو مانو۔ بی بی خوند بواؓ نے کہا کہ کہاں تک حکم کو مانیں۔ فرمایا اگر قید کریں تو قید ہوجاؤ اور اگر بازار میں بیچیں تو بکجاؤ اور جو ہنر کہ رکھتے ہو ظاہر کر کے اس ہنر کی کمائی سے ان کو دو جہاں کہیں بیچدئے جاؤ اس کی خدمت ایسی کرو کہ وہ خوش ہو کر تم کو آزاد کرے کیونکہ ہماری آرزو اور تمنا ایسی ہے کہ ہمارے لوگ مہدی علیہ السلام کے نام پر قید اور تاراج ہوجائیں لیکن سنتِ الٰہی ایسی جاری نہوئی اس لئے کہ بہت سے خدا کے پیغمبر راہ حق میں مقتول ہوئے خدائے تعالیٰ نے ان کے تمام اہل وعیال کو ظالموں کے غلبہ سے بچایا ہے انشاء اللہ تعالیٰ تم بھی محفوظ رہوگے اس کے بعد بی بی خوند بواؓ اور بعضے برادروں نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنی کم سعادتی سے شہادت کے بے دریغ خوان نعمت سے اور خوندکار کی مصاحبت سے محروم رہکر زندہ رہے تو وہ بیچارہ خوندکار کی جاے پر کس کو دیکھے اور اپنی جلی ہوئی آنکھوں کو کس کے دیدار سے آرام دے۔ فرمایا کہ ہماری جاے پر سید محمود کو دیکھو۔

نقل ہے ٹھیک اسی وقت جب کہ آپس میں یہ گفتگو کر رہے تھے عین الملک کی فوجیں بحر بیکراں کی موجوں کی طرح مست ہاتھیوں کے ساتھ پہاڑوں کے جیسے چلتے اور دوڑتے یکا یک نمودار ہوئے پس بندگی میاںؓ نے اپنی امانۃ سونپی ہوئی گرانبار گردن سے میاں سید محمود کا ہاتھ نکالکر اپنے خدا کو سونپدیا۔ اور فرمایا کہ ان کو لو اور لیجاؤ۔ نقل ہے کہ اس وقت شمشیر چلانے والوں کے پیشوا (بندگی میاںؓ) کے روبرو ساٹھ سوار اور چالیس مسکین پیادوں سے زائد نہ تھے تھوڑے باہتیار تھے اور بقیہ سب بے ہتیار بلکہ بعض کے ہاتھ میں شمشیر تھی اور بعض کے ہاتھ میں نیزہ اور بعض کے لئے عصا کے سوا کوئی جنگ کا ہتیار نہ تھا پس لوہے کا خود زرہ چلتہ اور دستانے کہاں میسر ہوتے نقل ہے کہ جب افضل الشہداء قدوۃ الشجعا کے لئے زرہ لائے تو فرمایا کہ ہم کو اس سے کیا کام کیونکہ امانت حوالہ کرنے کے وقت کسی قسم کی حفاظت امانت داروں کے لئے ٹھیک نہیں پس ملک راجے کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ ایسے جوانوں کو زرہ پہنانا چاہیئے اس کے بعد اپن چالیس پیادے بھائیوں کو اہل وعیال کے دائرہ کے اطراف جگہ مقرر فرما کر رکھا اور خود ساٹھ کامیاب سوار کے ساتھ جنگی ظالموں کی مستی اتارنے کے لئے متوجہ ہوئے کہتے ہیں کہ مظفر بے ظفر نے چاہا کہ اس طرف فوج مقرر کرے تو سو سوار کے سردار سے اس کی جمعیت کے سرمایہ و خلاصہ پانچ سوار طلب کیا اسی طرح تمام لشکر سے منتخب کر کے اپنے خلاصۂ لشکر کو جمع کر کے بھیجا تھا پس عین الملک گمراہ نے بھی اس وقت تمام مقررہ فوجوں سے نامدار سپاہیوں کو منتخب کر کے ان سے عہد وسوگند لیکر اپنی ایک فوج بنا کر فوج کے پیچھے فوج

سات فوجیں تیار کر کے آیا اس قوت اور استعداد سے کہ پہلے سے جو دیکھتے ہیں کُر دی فوج

زرہ پہن لئے اور خود کو اپنی کلاہ بنالئے

ایک جماعت چیتے کو مارنے والی ہاتھی کی طاقت والی تھی

لوہے میں ڈھپے ہوئے تھے مردوں کے سر اور چوپایوں کے سُم

نیزوں سے زمین نیستان ہوگئی تھی

علم لئے ہوئے آگ کی مانند رواں تھے

پہار کے جیسے ہاتھیوں کی مستی سے

گھوڑے گرد و غبار اٹھائے

نقل ہے ک جب پُر غرور ظالموں کی فوج پُر سرور دشمنوں کے سپاہی دائرہ کی بی بیوں اور بچیوں کو گالیاں دیتی ہوئے گھوڑے دوڑائے اس وقت وہ اللہ کی تلوار سے قتل کئے ہوئے اماموں کا امام اللہ کی راہ میں لڑے اور مارے گئے سو تھوڑے لشکر کا سردار ذات اللہ کے شہود دیکھنے والا مسکرا کر نہایت عاجزی اور بہت نرمی سے کہا کہ خلاف شرع باتیں مت کرو اور خود یہ قطعہ پڑھی۔

تیرے وصل کے میدان میں ہر شخص سر دیتا ہے گیند لیجا تا ہے میں بھی سر سے چاہتا ہوں کہ سر دوں اور گیند لیجاؤں میں جا تا ہوں تا کہ دیکھوں کہ تیرے دروازہ پر کتنے قتل ہوئے میں بھی ان کستگوں کے درمیان خود کو حوالہ کرنے جا تا ہوں بہت خوشی اور بے شمار فرحت سے پڑھا اور بسم اللہ کہکر گھوڑے دوڑاے اور ناپائدار کفار سپاہیوں کے درمیان جنگ کی بازی شروع کی پس اس مجمع میں دو گھنٹوں تک موت انگیز محنت آمیز خون ریز شمشیر کی آواز کے بغیر کوئی دوسری آواز نہ تھی جیسا کہ لشکریوں کی تعریف میں کہا ہے

مثنوی

دونوں لشکر گھات سے نکل کر مقابل ہو گئے

لشکر کے موج سے زمین دریا بن گئی

تمام عربی گھوڑے بھڑک اٹھے

بارش کی طرح جوہر دار تلواریں برسنے لگیں

اولے کی طرح تیر کی بارش سے

ہر ایک گوشہ سے موت کی آواز اٹھی

شیروں کے شکار کے لئے جب پرخاش کرنے والے نے

اژدھے کی جیسی کمند کو کھولدیا تو

زمین نیلے غبار سے آسمان بن گئی اور

اس غبار میں تلواریں اور خود بجلی اور تاروں کے جیسے چمکنے لگے

دشمن کے سواروں کو جب معلوم ہو گیا تو

دنیا کی مستی کے ساتھ انہوں نے ہلاّ بولدیا

شیروں کی خصلت والوں نے بڑھ کر ایسا حملہ کیا

کہ دشمنوں کے شیر لومڑی ہو گئے

آخرالامر لومڑیوں اور کولوں کے مندہ کی طرح جانباز ہزبروں اور شیروں کی طاقت رکھنے والوں کے روبرو دشمنوں نے شکست کی طرف رخ کیا۔ اس کے بعد وہ فوجیں موجوں کی طرح یکے بعد دیگری جنگ کیلئے آئیں پس اُس بڑے بہادر بہادروں کے سردار نے بسم اللہ کہکر دشمنوں کی جس فوج پر انی جماعت کے ساتھ حملہ کیا تھوڑی کوشش میں بہت سے ظالموں کو پراگندہ کردیا اسی طرح فوج کے بعد فوج ساتوں فوجیں بھاگ گئیں جیسا کہ مخبر صادق امام علیہ السلام کی زبان مبارک سے وعدہ ظاہر ہوا تھا کہ عنقریب شکست کھائے گی منکروں کی جماعت اور بھاگیں گے پیٹھ دیکر۔ اسی طرح کامل طور پر مغلوب ہوئے اور پیٹھ دیکر بھاگے۔ حضرت سعدیؒ کی یہ چند ابیات ان منکروں کے احوال کے موافق پائے گئے

زرہ اور لوہے کا خود کیا مدد کرے

جبکہ خوش قسمتی نے مدد نہیں کی

جب فتح کی کنجی ہاتھ میں نہ ہو

تو بازو سے فتح کا دروازہ توڑ نہیں سکتے

مرد کی کوشش کا پنجہ کیا طاقت کرے

جب توفیق کے بازو نے مدد نہیں کی

جنگ کرنے والوں کی شمشیر منڈ نہ تھی

بلکہ بغض رکھنے والے کی قسمت کا دروازہ بند تھا

نامردی سے ایک دوسرے سے علٰحدہ ہوگئے
مانند مچھلی کے جو جوش کے ساتھ شست میں گرتی ہے
بھاگنے کی راہ کو غنیمت سمجھے
کیونکہ نادان قضا سے مقابلہ کرتا ہے

الغرض یہ مقابلہ نماز فجر کے بعد سے ظہر کے وقت تک بتلاتے ہیں کہتے ہیں کہ ظالموں کے پچھے سوسوارنگوں سار جوشن و زرہ پوش مقتول ہوئے اور بہت سے لوگ زخمی ہوکر بھاگے بندگی میاںؒ نے دیڑ میل تک ان کا تعاقب کیا اس میدان میں ان کی شکست کی وجہہ ہر قسم کا مال غنیمت پایا گیا۔لیکن بندگی میاںؒ نے فرمایا کہ جو شخص ان کی متاع سے آلات حرب کے سوا ایک کاڑی اٹھائے گا اس کارزار کی جزا سے محروم رہے گا اس وقت ایک فیلبان جہنم مکان سے ایک تیر آ کر بندگی میاںؒ کی چشمِ محتشم میں بیٹھا اس روز سے کہ دوسری آنکھ اپنے گھر سے باہر ہوگئی پس بندگی میاںؒ ہیں کھڑے ہوکر ظہر کی نماز کے لئے لوٹے جب دائرہ کے نزدیک آئے یکا یک دیکھا کہ وہ پیدل بھائیاں کہ جن کو اہلِ خانہ کے نزدیک جا بجا مقرر کئے تھے چالیس کے چالیس نے اسی جگہ شہادت پائی ان کے احوال کو دیکھنے کے بعد بہت افسوس کرکے فرمایا کہ کاش اگر ان کا یہ معاملہ اس سے پہلے معلوم ہوتا تو میں ظالموں سے ایک شخص کو بھی نہ چھوڑتا۔

نقل ہے کہ وہ بڑا جوانمرد بیشک وہ بڑا بے باک نادان تھا۔سے خطاب کیا گیا نماز کی ادائی کے لئے جنگی گھوڑے سے اترا لوگوں نے تیر کا پھل کھینچنے کی بہت کچھ کوشش کی لیکن پیکان تیر اُس چشم جہاں گیر سے نہیں نکلا۔اس کے بعد کچھ دوائیاں رکھ کر آنکھوں کو پٹی باندہ دی گئی۔

نقل ہے کہ اس وقت ملک شرف الدین نے اسّی سوار کے ساتھ تین میل راستہ بہت کوشش سے آ کر دیکھا کہ یہاں مقاتلہ کا معاملہ فایض النور فقیروں کے ہاتھ پورا ہوچکا اور تمام ظالم مقہور اور مغلوب ہوگئے جانا کہ خود اس مائدہ پُر فائدہ سے محروم رہے اسی سبب سے بہت زاری اور بے شمار غم کرتے تھے وہ اللہ کے دشمنوں کی صف کو چیرنے والا فی سبیل اللہ قاتلوا و قتلوا کی جنگ کی نیابت کرنے والا آنکھ کے ایسے درد کی حالت میں اٹھ کر بیٹھا اور اپنے گود میں لیکر فرمایا کہ اے ملک شرف الدین غم مت کر کہ ہم تیرا حصہ بھی رکھے ہیں آج کے میدان جنگ کی فتح ہماری ہے فقیروں کا ہی خاصہ تھا کیونکہ خدائے تعالیٰ تجھ کو حاضر کرے اگر تو اس جنگ میں ہوتا تو ہر شخص کہتا کہ اس لشکر کو ملک شرف الدین کے روبرو جو اس شہر کے امرء کبار سے تھا شکست ہوئی تیرے رہنے سے فقیروں کی فتح کا گمان تک نہ ہوتا اب خاص و عام کی نظر میں یقین کے ساتھ روشن ہوگیا کہ اس لشکر عظیم کی شکست مجردان چند بے سامان فقیروں کے ہاتھ پر ہوئی یہ نہیں ہے مگر ولایت محمدی (مہدیؑ کی مہدیت) کی دلیل

حجت اور خارق و معجزۂ صمدی ہے نقل ہے کہ وہ مومن کو ترغیب دینے والے اور ظالموں کو شکست دینے والے نے ملک شرف الدین سے فرمایا افسوس ہے کہ تم نے بھائی کبیر کے ہاتھوں میری زین کے تسمہ میں ڈالے ہوئے تھے پس جب کہ میں کسی سوار پر نیزہ چلانے کا قصد کرتا تو میرے نیزے کے پہنچنے سے پہلے ایسی تیزی اور قوت سے حملہ کرتے جیسا کہ تیز پر شکرہ چھوٹی چڑیا پر کرتا ہے پس اس کی شمشیر اور خنجر لے کر اس کو بھی قتل کرتے اور اپنے بھائیوں سے کہتے کہ جس کسی کے پاس شمشیر اور خنجر نہو لو پھر دوسرے پر حملہ کرتے اسی طرح بہت سے خدا کے دشمنوں کو جہنم میں بھیجا۔ الغرض اُن تمام شہداء کو ایک قبر میں رکھ کر اسی جگہ یعنی مقتل میں بروز چہارشنبہ ۱۲ر تاریخ کو موضع کھانبیل میں اقامت فرمائی اور ۱۳ر تاریخ پنجشنبہ کے روز موضع سدراسن میں آئے وہاں جمعہ کے دن ۱۴ر ماہ شوال ۹۳۰ھ کو میاں سید جلال نے کمال فرحت کے ساتھ بندگی میاںؒ کے حضور میں خبر لائی کہ اباجی سنا جاتا ہے کہ ظالموں کا لشکر پھر آیا ہے پس اُس آل رسول اللہ سلالۂ اسد اللہ المقتول بسیف اللہ نے فرمایا تمام تعریف اللہ کے لئے ہے ایسا اللہ جس کے وعدہ کی ہم نے تصدیق کی اس نے اپنے وعدہ کو پورا کیا۔ پس جبکہ لشکر زیادہ نزدیک آیا فرزند احسن الحال میاں سید جلال کو ڈھونڈھ کر سوار کئے اور خود بھی سوار ہو کر ظالموں کی طرف متوجہ ہوئے اس وقت کسی نے کہا کہ میاں سید جلال کو اہل خانہ کے نزدیک رکھنا چاہیئے فرمایا کہ ہم نے اس پسر جانی کو مہدیِ موعودؑ کے نام پر قربانی کی ہے اس کو ہرگز اپنے سے جدا اور علحدہ نہیں کریں گے پس خلیفۂ ارشاد ملک اعظم ملک الہدادؓ اور زخمی لوگوں اور ملک شرف الدین کے سپاہیوں کو اہل خانہ کے محافظت کے لئے رکھے اس سبب سے ملک اعظم نے بہت بے قرار ہو کر عرض کیا کہ ہم اس نہایت ضروری مقام میں خوندکار کی مصاحبت سے جدا نہوں گے پس اُس اللہ کے دشمنوں کے صفدر اور اللہ کے دوستوں کے رہبر نے فرمایا کہ تم اسی جگہ رہو ہم رہزنی کے طور پر آگے جا کر ان کو تمہارے پاس لائیں گے پس جس وقت فوجیں موجوں سے بھری ہوئیں اندھیری رات کی طرح مومنوں پر ظاہر ہوئیں تو اُس مقتول مرضات اللہ شہید بہ سیف اللہؓ نے اپنے فرزند و دلبند میاں سید جلال کو فرمایا کہ اے میری جان کی راحت بچے اپنے گھوڑے کو اِس فوج پُر موج پر ڈال اور خود بھی گھوڑے دوڑائے اور اُن ظالموں کی فوجوں کے درمیان ڈالے اس موقع پر بھی بیحد قتال اور بے حد جدال ہوئی سو دوسو ظالم ستمگار مومنانِ دیندار کے ہاتھ سے جہنم میں گئے اور اس طرف سب سے پہلے باغ وصال کا نیا میوہ یعنے میاں سید جلال نے شہادت پائی چونکہ یہ خبر رضوان ثمر حریف وصال ظریف بے مثال کی سمع شریف میں پہنچی زبان حال نیز زبان قال سے فرمایا کہ تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے احسان اور اپنے کمال کرم سے میری نذر قبول فرمائی۔ پس وہ قدوۂ اہل ہدیٰ امام ائمہ شہداء مقتول سیف بے کیف امیر کبیر خلیفۂ دلپذیر افضل الوزراء میاں سید خوندمیر علیہ الرضوان الابدی المؤید بتائید صمدی شربت شہادت نوش فرما کر سچی مجلس میں قدرت والے بادشاہ کے قریب گیا۔ پس اس جماعت میں جس کی سماعت میں یہ خبر پہنچی اس نے

دیوانہ پروانہ کی طرح اُس شمع جہاں آراسی کے پای ولآرای پر خود کو خدا کیا۔ آخر الامر سب نے شہادت پائی اس وقت اٹھارہ پروانوں کے سروں کے بال اُس شمع رواں کے قدم مبارک سے لپٹے ہوئے تھے بعضے اشخاص بھی یکے بعد دیگری اسی طرح سب ساٹھ اشخاص شہید ہوئے پس جس وقت کہ ستمگار ظالم اُس سید الابرار کے سر مبارک کو جدا کرنے آئے۔ نقل ہے کہ آنخضرتؓ کے روئے مبارک کا تبسم خاص وعام اپنے اور پرائے کی نظر میں تین بار نمودار ہوا پس یہ ظالمین پانچ سروں کو لے گئے اب آنخضرتؓ کے جسم مبارک کی قبر سدراسن میں ہے اور کلۂ سر کی قبر شہر پٹن میں اور پوستِ سر شہر چاپانیر میں لے گئے اور بعضے ظالموں نے کہا کہ اب ان کی عورتوں کو تاراج کرنا چاہیئے لیکن ان میں کے بعض نے مانع ہو کر کہا کہ عورتوں سے کیا کام ہے یہ ہماری حیا کا پردہ ہے نہیں پھاڑنا چاہیئے۔

نقل ہے کہ پس اُس خلیفۂ ارشاد ملک اعظم ملک الہدادؓ نے بندگی میاںؓ کے جسم مبارک کے لئے اور میاں عطن میاں سید جلال اور ملک حماد کے لئے چار قبریں بنائیں اور تمام ساٹھ شہداء کو ایک قبر میں رکھا اور ملک شرف الدین کے لوگوں کی قبر علیحدہ بنائی اس تاریخ کی بیتیں میاں قاضی شہ تاج کی زبان سے صادر ہوئی ہیں۔

قوم میں بڑا بزرگ آل رسولؐ کا فخر

دنیا کے علائق سے علٰحدگی کرنے والی بنت رسولؐ کا لخت جگر

نیک مرشد سید خوندمیرؓ

قلب روشن سے امامؑ کی درگاہ کا تابع

جمعہ کے روز چودہویں شوال کو

بہترین حال سے حق کے سایہ میں گیا

اس کے سال وفات کی تاریخ ظل سے ظاہر ہوئی

کیونکہ وہ صاحب دل ہوا ہے

الغرض جیسا کہ زمانۂ نبوت میں جنگ بدر کی جنگ نص کلام ربانی **لیقضی الله امرا الأية** (تا کہ پورا کردے اللہ اُس کام کو جس کا کرنا تھا تا کہ ہلاک ہووے وہ شخص جو ہلاک ہوا بینہ سے اور زندہ رہے وہ شخص جو بینہ ہے زندہ رہ) کے حکم سے محمدؐ کی حجت تھی اسی طرح بندگی میاںؓ کی یہ جنگ منجانب اللہ ولایت محمدؐی (مہدیؑ) کی سچائی کی کامل حجت ہے۔

فصل۔ بندگی ملک الہدادؓ کے شرف میں بعضے نقلوں کے بیان میں نقل ہے کہ ملکؓ حضرت امام علیہ السلام سے تربیت اور تلقین ہوئے ہیں اور اکثر صحابہؓ آپؓ کی بہت رعایت فرماتے تھے۔

نقل ہے کہ ایک روز صحابہؓ کے مجمع میں بندگی میاںؒ نے فرمایا کہ جو اشخاص مہاجر نہیں اٹھ جائیں تا کہ دائرہ کے بھائی آپس میں کوئی چیز کہیں گے پس سب کا سب اشخاص اٹھ گئے اور ملک الہدادؒ بھی اٹھے اس کے بعد میراں سید محمودؒ نے ان کے کمر بند کا کونا پکڑ کر بٹھایا اور فرمایا کہ تم ہم میں کے ہیں باوجود کہ اس وقت روزگار کے حال میں تھے نقل ہے جس زمانہ میں کہ ملکؒ نے ترک دنیا فرمائی حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ کی صحبت میں رہے لیکن بندگی میاں سید خوندمیرؒ جس جگہ کہ دائرہ باندھتے سب سے پہلے ملکؒ کے گھر کی جگہ رکھتے اور ملکؒ کو بھی ہر ایک باطنی معاملات اور واقعات میں معلوم ہوتا کہ خود کو مدد اور بلندی بندگی میاںؒ کی جانب سے ہے بنا براں اپنے معاملات کو حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ سے عرض کر کے رضا حاصل کی اور کہا کہ خدمت سے دوری اختیار کرنا اور نعمت میں حضوری ڈھونڈھنا انصاف نہ ہوگا پس بندگی میاں شاہ نظامؒ نے فرمایا کہ خود کو بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اس کے بعد ملک الہدادؒ بندگی میاںؒ کے پاس آکر رہے۔ نقل ہے جو مشکل کہ ملکؒ کو پیش آتی ہر ایک وقت بہت تکرار کے ساتھ بندگی میاںؒ سے حل کرتے اس درجہ کہ بہت رد و بدل کی وجہ ملک حمادؒ کے تکلیف ہو کر جانتے کہ ملک الہدادؒ بندگی میاںؒ سے بے ادبی کرتے ہیں اور رنج پہنچاتے ہیں چاہا کہ ملکؒ کو نقصان پہنچائیں۔

نقل ہے چونکہ بندگی میاںؒ کو ملک حمادؒ کا خطرۂ باطنی معلوم ہو گیا لہذا ملک الہدادؒ کو ملک حمادؒ کے ذریعہ بلوا کر ملک الہدادؒ کو فرمایا کہ تم کو جو کچھ مشکل پیدا ہو ہم سے تکرار کر کے حل کرو اس باب میں کوئی ملاحظہ مت کرو پس ملک حمادؒ نے اپنے خطرہ کو عرض کر کے توبہ کیا۔ نقل ہے کہ ملکؒ میدان جنگ میں بندگی میاںؒ کے ہمراہ تھے اور زخمی بھی ہوئے ہیں جس وقت کہ مومنین اور کافرین مقابل ہوئے بندگی میاںؒ نے ملک الہدادؒ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ کیا کوئی چیز دیکھتے ہو تو ملکؒ نے عرض کیا کہ ہر دو جانب (مومنوں کے سیدھے اور بائیں جانب) حق کا ظہور ذات مطلق کی نمایش ہے بلند ہے شان اس کی۔

نقل ہے کہ بندگی میاںؒ کی شہادت کے بعد بندگی میاںؒ اور تمام شہداءؒ کی ساری تجہیز و تکفین ملکؒ نے کی اور زخمیوں کی محافظت بھی فرمائی اور بندگی میاںؒ کے اجماع کا تمام بار ملک الہدادؒ پر قرار پایا پس جیسا کہ بندگی میاںؒ نے ملک الہدادؒ کو فرمایا تھا اس کے مطابق ملکؒ نے میاںؒ کے فرزندوں کی پرورش اور آپؒ کے فقیروں کی حفاظت فرمائی بندگی میاںؒ کے سوا اکثر صحابہؓ ملکؒ کی بہت رعایت فرماتے تھے اور آپؒ کے حق میں بشارتیں فرمائی ہیں۔

نقل ہے کہ بندگی میاں شاہ دلاورؒ نے فرمایا کہ جو کچھ اصحابِ کرامؓ کو دیا گیا ملک الہدادؒ کو دیئے اور بندگی میاں شاہ نظامؒ نے فرمایا کہ الہدادؒ کو اللہ نے دیا ہے جو کچھ دیا ہے وہی جانتا ہے۔

المرقوم ۱۵/ جمادی الثانی ۱۳۶۱ھ ہجری

راقم الحروف

خاک پائے گروہ حضرت سید محمد جونپوری امام مہدیِ موعود خلیفۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

احقر دلاور عرف گورے میاں مہدوی

ساکن حیدر آباد دکن ۔ سدّی عنبر بازار ۔ محلّہ پٹھان واڑی